ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

دسمبر 2018ء - ربیع الاول 1440ھ (جلد 16 شمارہ 03)

جلد 16 شمارہ 03

دسمبر 2018ء - ربیع الاول 1440ھ

ماہنامہ التبلیغ راولپنڈی

بشرفِ دعا
حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ
وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

ناظم
مولانا عبدالسلام

مدیر
مفتی محمد رضوان

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس　مفتی محمد ناصر　مولانا طارق محمود

فی شمارہ.................. 25 روپے
سالانہ.............. 300 روپے

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط وکتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر
چوہدری طارق محمود بابر
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ "التبلیغ" حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

◯ اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ وچھڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان
فون: 051-5507530-5507270　فیکس: 051-5702840
www.idaraghufran.org
Email: idaraghufran@yahoo.com
www.facebook.com/Idara Ghufran

www.idaraghufran.org

ترتیب وتحریر

صفحہ

آئینۂ احوال........ملکی پالیسیوں میں اصلاح لانے کی ضرورت........مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط170)................اللہ کے راستے میں اموال خرچ

کرنے والوں کی مثال...........................// // 5

درسِ حدیث.........ابو طالب کے لیے شفاعۃُ النبی کا حصول......// // 13

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

"شیر خوار بچہ کے پیشاب" کے متعلق شاہ ولی اللہ کا موقف.........مفتی محمد رضوان 19

افادات وملفوظات...........................// // 25

روزہ میں جدید طبی صورتوں سے متعلق "مجمع الفقہ الاسلامی" کی قرارداد....مولانا محمد ریحان 34

نماز کی اہمیت اور ہماری غفلت (دوسری وآخری قسط).................مولانا شعیب احمد 37

نہ مرغا ہمیں بناؤ جی (نظم)...........................ماسٹر عبدالحلیم احقر 40

ماہِ ذوالقعدۃ: نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات...........مولانا طارق محمود 42

علم کے مینار:..اسلامی فقہ کی ابتدائی تاریخ وترویج (قسط2)......مفتی غلام بلال 44

تذکرۂ اولیاء:...عمر رضی اللہ عنہ کا نماز، تلاوت اور طواف کے دوران رونا...مفتی محمد ناصر 49

پیارے بچو!...........مصروف، بہت زیادہ مصروف!............مولانا محمد ریحان 53

بزمِ خواتین ....شادی اور نکاح میں خواتین کے اختیارات (قسط2)......مفتی طلحہ مدثر 55

آپ کے دینی مسائل کا حل.................کعبہ کو دیکھنے کے

وقت دعاء کا حکم (قسط2)...........................ادارہ 64

کیا آپ جانتے ہیں؟...صفائی ستھرائی (Cleanliness) کے آداب (قسط2)...مفتی محمد رضوان 74

عبرت کدہ ....فرعون کی حضرت موسیٰ کو دھمکی...........مولانا طارق محمود 79

طب وصحت............قُسط یا کُٹھ کے مجرّبات............حکیم مفتی محمد ناصر 82

اخبارِ ادارہ ....ادارہ کے شب وروز.................// // 88

اخبارِ عالم ......قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں..........مولانا غلام بلال 90

IdaraGhufran

www.idaraghufran.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینۂ احوال مفتی محمد رضوان

ملکی پالیسیوں میں اصلاح لانے کی ضرورت

وطنِ عزیز کو قائم ہوئے سات دہائیاں بیت چکی ہیں، اتنے عرصے میں کتنی ہی ایسی گری پڑی اور پس ماندہ قومیں قعرِ مذلت سے اٹھ کر بامِ عروج پر پہنچ چکی ہیں، جو زمینی، افرادی، اور تمدنی وسائل میں ہماری بنسبت، عشرِ عشیر بھی نہ رکھتی تھیں، لیکن ہم نے آج تک ان شعبوں میں بھی خاطر خواہ ترقی نہیں کی، جن میں بآسانی ترقی کی جاسکتی تھی، بلکہ ہمارے یہاں آئے دن ایک نیا بحران اور المیہ ہمارا منتظر رہتا ہے۔

اس وقت بھی گونا گوں مسائل سے قوم وملک دوچار ہے، جن میں سے ایک بڑا مسئلہ پانی کا سر اٹھا رہا ہے، اور اب متعلقہ اتھارٹیاں بھی اس حوالے سے شد ومد کے ساتھ خطرے کی گھنٹیاں بجانے لگی ہیں، دوسری طرف ہمارے یہاں صورتِ حال یہ ہے کہ ہر سال بارش اور سیلاب سے متاثر ہونے والے ملک کے پاس پانی کو ذخیرہ کرکے محفوظ کرنے، ضائع ہونے سے بچانے اور اسی کے ساتھ سیلاب کی تباہی سے اپنے آپ کو محفوظ کرنے کا معتدبہ انتظام نہیں۔

ہماری ملکی معیشت کا حال اب یہ ہوچکا ہے کہ قرض لینے کے ساتھ ساتھ گزشتہ قرض کی سودی قسطیں ادا کرنے کے لیے بھی قرض لینے کی نوبت آ گئی ہے۔

سود، جس سے قرآن وسنت میں سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے، اور اس کے مرتکب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلانِ جنگ کیا گیا ہے، آج ملک کی غلط پالیسیوں، مختلف طبقات کی عیاشیوں، شاہی خرچیوں اور مختلف شکلوں میں اللہ کی نعمتوں کو ضائع کرنے کی وجہ سے وطنِ عزیز کا بچہ بچہ سودی قرض میں جکڑا ہوا ہے، اور ملک میں جس قسم کی پالیسیاں جاری ہیں، ان کے پیشِ نظر اس سودی قرض کی وبا سے بچنے کی کوئی صورت بظاہر سامنے نہیں۔

جبکہ عالمی مہاجن، قرض دینے پر صرف سودِ مرکب جیسی بدنامِ زمانہ شرح سود عائد کرنے پر ہی اکتفاء

نہیں کرتے، بلکہ نظمِ ریاست اور ملکی معیشت کے باب میں اپنی استحصالی پالیسیاں بھی منواتے اور مسلط کرتے ہیں، اس کو کہتے ہیں ''مرے پر 100 درّے'' ہم ادھ موے لوگ یہ کڑوے گھونٹ لاکھ تلخی کے ساتھ زہر مار کرنے پر مجبور ہیں، اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔

اس وقت ملک میں جاری کمر توڑ مہنگائی اور معاشی بحران کے باعث لوٹ مار، قتل وغارت گری، اغوا کاری، اور اس کے نتیجہ میں ذہنی وجسمانی اذیتوں اور بیماریوں کا سلسلہ بھی دن بدن بڑھتا اور ترقی کرتا جارہا ہے، اور عوامی سطح پر امن وامان کی صورتِ حال قابلِ اطمینان معلوم نہیں ہوتی۔

اس قسم کے متعدد مسائل ومصائب کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ ملک میں چہار سو نظر آتا ہے۔

جس سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ ہمارے یہاں وطنِ عزیز کے قیام سے لے کر اب تک سیاسی سطح پر اور ملک کے دوسرے بڑے اداروں کی طرف سے جس قسم کی خارجہ اور داخلہ پالیسیاں اپنائی گئی ہیں، وہ ملک وملت کے لیے کوئی خوش کن اور کامیاب ثابت نہیں ہوسکیں، اور ان پر نظرِ ثانی کر کے ان میں حسبِ حال بہتر تبدیلی لانے واصلاح پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

لیکن یہ کام اس وقت تک ممکن نظر نہیں آتا، جب تک ملک کی سیاسی وغیر سیاسی اور جمہوری وغیر جمہوری طاقتوں میں مخلصانہ وعاقلانہ اور مدبرانہ ہم آہنگی اور اتفاق پیدا نہیں ہوجاتا، جو اگرچہ سابقہ تجربات کی بناء پر ہمارے یہاں کے سیاسی وغیر سیاسی اور عوامی، غیر یقینی ماحول میں مشکل ضرور نظر آتا ہے، لیکن جدوجہد اور امید کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے اور دامے درمے سخنے، جس کو جتنی قدرت واستطاعت حاصل ہو، اس کو اختیار کرنے میں کوتاہی سے کام نہیں لینا چاہیے، خاص طور پر پانی کے ضیاع کی جن جن شکلوں میں ہم محض لاپرواہی اور سستی کی وجہ سے مبتلا ہیں، اس سے بھی اب ہمیں باز آجانا چاہئے، اس سے پہلے کہ قدرت ایتھوپیا اور صومالیہ والی بے آواز لاٹھی یہاں بھی گھمانا شروع کردے۔ کہتے ہیں:

''اَلسَّعِیْدُ مَنْ اِعْتَبَرَ بِغَیْرِہٖ، وَالشَّقِیُّ مَنْ اِعْتَبَرَ بِہٖ غَیْرُہٗ''

''خوش بخت وہ ہے، جو دوسرے سے عبرت پکڑے، اور بد بخت وہ ہے، جس سے دوسرا عبرت پکڑے''

اللہ تعالیٰ اصلاحِ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(سورہ بقرہ: قسط نمبر 170، آیت نمبر 261) مفتی محمد رضوان

اللہ کے راستے میں اموال خرچ کرنے والوں کی مثال

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (سورة البقرة، رقم الآية ٢٦١)

ترجمہ: مثال ان لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے اموال کو، اللہ کے راستے میں، ایسی ہے، جیسے ایک دانہ اگائے، سات بالیں، ہر بالی میں سو دانے ہوں، اور اللہ اضافہ کردیتا ہے، جس کے لئے چاہتا ہے، اور اللہ وسعت والا، بڑے علم والا ہے (سورہ بقرہ)

تفسیر وتشریح

مذکورہ آیت سے اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کی فضیلت معلوم ہوئی، جس میں زکاۃ وصدقہ بھی داخل ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا ثواب بہت زیادہ بڑھا چڑھا کر عطا فرماتا ہے، جو کہ سات سو گنا تک ہوتا ہے، جس طرح ایک دانے سے سات بالیں، اور ہر بالی میں سو دانے ہوں، جن کا مجموعہ سات سو بنتا ہے، بس اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے راستہ میں خرچ کرنے پر سات سو گنا تک بڑھا کر ثواب عطا فرماتا ہے۔

اللہ کے راستہ سے مراد، وہ جگہ ہے، جس سے اللہ کا حکم پورا ہو، اور اللہ راضی ہو، جس میں زکاۃ وصدقہ بھی داخل ہے، اور شرعی اصول وقواعد کے مطابق ہونے والا جہاد بطورِ خاص اس میں داخل ہے۔ [1]

کئی احادیث میں اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے پر، بلکہ ہر نیکی پر سات سو گنا تک ثواب حاصل ہونے کا ذکر آیا ہے۔

---

[1] (مثل) صفة نفقات (الذين ينفقون أموالهم فى سبيل الله) أى طاعته (كمثل حبة أنبتت سبع سنابل فى كل سنبلة مائة حبة) فكذلك نفقاتهم تضاعف لسبعمائة ضعف (والله يضاعف) أكثر من ذلك (لمن يشاء والله واسع) فضله (عليم) بمن يستحق المضاعفة (تفسير الجلالين، سورة البقرة، رقم الآية ٢٦١)

www.idaraghufran.org

حضرت خریم بن فاتک اسدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :مَنْ أَنْفَقَ نَفَقَةً فِي سَبِيلِ اللهِ، كُتِبَتْ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ (مسند الإمام أحمد بن حنبل، رقم الحديث ۱۹۰۳۶ ،موارد الظمآن الیٰ زوائد ابنِ حبان، رقم الحديث ۱۶۴۷) لے

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کوئی چیز اللہ کے راستہ میں خرچ کی، تو اس کے لیے سات سو گنا تک ثواب لکھا جائے گا (مسند احمد)

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ رَجُلٌ بِنَاقَةٍ مَخْطُومَةٍ، فَقَالَ: هَذِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَبْعُ مِائَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا مَخْطُومَةٌ (مسلم، رقم الحديث ۱۸۹۲ ”۱۳۲“)

ترجمہ: ایک آدمی نکیل والی اونٹنی لے کر آیا، اور اس نے کہا کہ یہ اللہ کے راستے میں ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کے لیے اس کے بدلہ میں قیامت کے دن سات سو نکیل والی اونٹنیاں ہوں گی (مسلم)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلنَّفَقَةُ فِي الْحَجِّ كَالنَّفَقَةِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۳۰۰۰) ۲ے

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حج میں خرچ کرنا ایسا ہے، جیسا کہ اللہ کے راستے میں خرچ کرنا، جو سات سو گنا (فضیلت کا باعث) ہے (مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ حج بھی، اللہ کے راستہ میں داخل ہے، اور اس پر بھی سات سو گنا تک ثواب بڑھا چڑھا کر عطا کیا جاتا ہے۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لے قال شعيب الارنؤوط: إسناده حسن (حاشية مسند احمد)

وقال حسين سليم اسد الدراني: اسناده صحيح (حاشية موارد الظمآن)

۲ے قال شعيب الارنؤوط: حسن لغيره، وهذا إسناد ضعيف (حاشية مسند احمد)

Idara Ghufran

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ " :مَنْ أَنْفَقَ نَفَقَةً فَاضِلَةً فِي سَبِيلِ اللهِ، فَبِسَبْعِ مِائَةٍ، وَمَنْ أَنْفَقَ عَلَى نَفْسِهِ وَأَهْلِهِ، أَوْ عَادَ مَرِيضًا، أَوْ مَازَ أَذًى، فَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ مَا لَمْ يَخْرِقْهَا، وَمَنِ ابْتَلاهُ اللهُ بِبَلاءٍ فِي جَسَدِهِ فَهُوَ لَهُ حِطَّةٌ (مسند الإمام أحمد بن حنبل، رقم الحديث ١٦٩٠) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ کے راستے میں اپنی (ذاتی اور بنیادی ضرورریات سے)زائد چیز خرچ کر دے، اس کا ثواب سات سو گنا ہوگا، اور جو شخص اپنی ذات پر اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے، یا کسی مریض کی عیادت کرے یا کسی تکلیف دہ چیز کو راستے سے ہٹا دے، تو ہر نیکی کا بدلہ دس نیکیاں ہوں گی، اور روزہ (جہنم وغیرہ سے)ڈھال ہے، بشرطیکہ اسے انسان پھاڑ نہ دے (یعنی روزہ رکھ کر گناہوں میں مبتلا نہ ہو) اور جس شخص کو اللہ، جسمانی طور پر کسی آزمائش میں مبتلا کرے، وہ اس کے لئے (گناہوں کے) کفارے کا سبب بن جاتی ہے (مسند احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ –: " كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ، الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمائة ضِعْفٍ إِلَى مَا شَاءَ اللَّهُ، يَقُولُ اللَّهُ: إِلَّا الصَّوْمَ، فَإِنَّهُ لِي، وَأَنَا أَجْزِي بِهِ (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ١٦٣٨، ابواب الصيام، باب ماجاء فى الصيام وفضله) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی آدم کے ہر نیک عمل کا بدلہ بڑھا چڑھا کر دیا جاتا ہے، ایک نیک عمل کے بدلے میں دس سے لے کر سات سو نیکیوں تک ثواب عطا کیا جاتا ہے، جتنا اللہ چاہے، اللہ فرماتا ہے، سوائے روزے کے، کہ وہ

[1] قال شعيب الارنؤوط:إسناده حسن(حاشية مسند احمد)

[2] قال شعيب الارنؤوط:إسناده صحيح(حاشية سنن ابن ماجه)

www.idaraghufran.org

خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا (ابنِ ماجہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِذَا أَحْسَنَ أَحَدُكُمْ إِسْلاَمَهُ: فَكُلُّ حَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ لَهُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ، وَكُلُّ سَيِّئَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ لَهُ بِمِثْلِهَا " (صحيح البخارى، رقم الحديث ۴۲)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اچھی طرح اسلام لے آئے، تو ہر نیکی والا عمل جس کو وہ کرتا ہے، اس کے لیے اس کا دس درجے ثواب لکھا جاتا ہے، سات سو درجے ثواب تک، اور ہر برا عمل جو وہ کرتا ہے، اس کا گناہ اس کے مثل ہی لکھا جاتا ہے (بخاری)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کے ساتھ ساتھ ہر نیک عمل کا ثواب دس سے لے کر سات سو درجہ اضافہ کر کے عطاء کیا جاتا ہے، جتنا اخلاص اور جتنا شرعی اصول وقواعد کا لحاظ ہوتا ہے، اسی کے مطابق ثواب بڑھایا جاتا ہے، جس کا حقیقی علم، اللہ ہی کو ہوتا ہے۔

اس میں یہ بھی داخل ہے کہ اللہ کا حکم سنت کے مطابق پورا کیا جائے، خرچ کرتے وقت اخلاص کے ساتھ ساتھ عمدہ اور بہترین مصرف اور حلال وپاکیزہ مال کا انتخاب کیا جائے، ان چیزوں کی رعایت کے بغیر سات سو درجے تک ثواب عطاء نہیں کیا جاتا، بلکہ بعض صورتوں میں ثواب کے بجائے گناہ اور بعض صورتوں میں ثواب کی کمی کر دی جاتی ہے۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَمَّا نَزَلَتْ مِثْلُ: (مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ)قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " رَبِّ زِدْ أُمَّتِي " فَنَزَلَتْ:(مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضاً حَسَناً فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافاً كَثِيرَةً)قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " رَبِّ زِدْ أُمَّتِي " فَنَزَلَتْ:(إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ)(صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۴۶۴۸، موارد الظمآن الىٰ زوائد ابنِ حبان، رقم الحديث ۱۶۴۸)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: جب (سورہ بقرہ کی) یہ آیت نازل ہوئی:

’’مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ أَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ‘‘

’’ان لوگوں کی مثال جو خرچ کرتے ہیں اپنے اموال کو، اللہ کے راستے میں، ایسی ہے، جیسے ایک دانہ اگائے سات بالیں، ہر بالی میں سو دانے ہوں، اور اللہ اضافہ کردیتا ہے، جس کے لئے چاہتا ہے، اور اللہ وسعت والا، بڑے علم والا ہے‘‘

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے رب! میری امت کے لیے (فضیلت) اور زیادہ کردیجیے، پھر (سورہ بقرہ کی) یہ آیت نازل ہوئی:

’’مَنْ ذَا الَّذِی يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً‘‘

’’کون ہے وہ جو قرض دے اللہ کو قرضِ حسن، پھر بڑھادے اللہ اس کو اس کے لیے بہت زیادہ بڑھانا‘‘

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے رب! میری امت کے لیے (فضیلت) اور زیادہ کردیجیے، تو پھر (سورہ زمر کی) یہ آیت نازل ہوئی:

’’إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ‘‘

’’بس پورا پورا دیا جائے گا، صبر کرنے والوں کو، ان کا اجر، بغیر حساب کے‘‘ (ابنِ حبان)

لیکن مذکورہ حدیث کی سند پر اہلِ علم حضرات نے کلام کیا ہے، بعض نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ [1]

[1] قال شعيب الارنؤوط: حفص بن عمر بن عبد العزيز لا بأس به، وأبو إسماعيل المؤدب -وهو إبراهيم بن سليمان بن رزين -صدوق يغرب، وعيسى بن المسيب ذكره المؤلف فى "الثقات 7/232 "، وقال: من أهل مكة (حاشية صحيح ابنِ حبان)

وقال حسين سليم اسد الدارانى: إسناده ضعيف من أجل عيسى بن المسيب ."وقد فصلنا القول فيه عند الحديث (6090) فى مسند الموصلى 478 /10، وباقى رجاله ثقات: حفص بن عمر بن عبد العزيز ترجمه ابن أبى حاتم فى "الجرح والتعديل 184 - 183 /3 "وقال: ... "وروى عنه أبى، وأبو زرعة، والفضل بن شاذان .سئل أبى عنه فقال: صدوق."

وقال أبو داود: " رأيت أحمد يكتب عنه ."ووثقه ابن حبان 200 /8، وقال العقيلى: " ثقة ."وقال ابن سعد: "كان عالماً بالقرآن وتفسيره ."وروى الحاكم عن الدارقطنى أنه ضعفه .وانظر الكاشف للذهبى.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

تاہم اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے پر سات سو درجہ تک ثواب کا عطا کیا جانا شریعت کے مضبوط ومعتبر دلائل سے ثابت ہے۔

آخر میں یہ بات ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ مذکورہ آیت میں ''سبیل اللہ'' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، اور یہ دو الفاظ کا مجموعہ ہے، ایک ''سبیل'' اور دوسرے ''اللہ''

''سبیل'' دراصل راستہ کو کہا جاتا ہے، تو ''سبیل اللہ'' کے معنیٰ ہوئے ''اللہ کا راستہ'' اور اللہ کا راستہ وہ کہلاتا ہے، جو اللہ تعالیٰ تک پہنچانے کا ذریعہ ہو، کیونکہ راستہ اپنی منزل تک پہنچانے والا ہوا کرتا ہے، تو اللہ کے راستہ سے وہ راستہ ہی مراد ہوگا، جو اللہ تک پہنچانے کا ذریعہ اور وسیلہ ہو۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ اللہ کا ہر حکم اور ہر طاعت درحقیقت اللہ تک پہنچانے کا ذریعہ ہے، اس لیے ہر نیک عمل ''اللہ کے راستے'' کا مصداق ہے، جمہور فقہاء ومفسرین واہلِ علم حضرات کا یہی قول ہے۔

اور اس کے برخلاف، جو بعض لوگ ہر جگہ ''اللہ کے راستہ'' سے مراد، مخصوص عمل مثلاً ''قتال'' یا ''تبلیغ'' وغیرہ مراد لیتے ہیں، یہ کم علمی یا غلو پر مبنی ہے۔

البتہ قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر ''سبیل اللہ'' سے ''جہاد'' کو مراد لیا گیا ہے۔

اور بعض احادیث میں حج کو ''سبیل اللہ'' کہا گیا ہے، جس کی وجہ سے بعض حضرات نے ''حج'' کو ''سبیل اللہ'' کا مصداق قرار دیا ہے۔

اور بعض احادیث میں علم حاصل کرنے کے لیے نکلنے والے کو بھی ''اللہ کے راستے'' میں ہونے والا قرار دیا گیا ہے۔

اور بھی مختلف صورتوں کو ''اللہ کا راستہ'' بتلایا گیا ہے۔

اس لیے قرآن وسنت میں مذکور ''سبیل اللہ'' کے وسیع مفہوم کو نظر انداز کرنا درست نہیں، بلکہ موقع

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال الذهبی فی "میزان الاعتدال" :566 /1 "شیخ القراء، ثبت فی القرائة، ولیس هو فی الحدیث بذاک."

ونقل الذهبی فی "معرفة القراء الکبار 192 /1 "الترجمة (87)عن أبی علی الأهوازی قوله: " رحل الدوری فی طلب القرائات، وقرأ بسائر الحروف السبعة، وسمع من ذلک شیئاً کثیراً، وهو ثقة فی جمیع ما یرویه(حاشیة موارد الظمآن الیٰ زوائد ابنِ حبان)

www.idaraghufran.org

ومحل کی مناسبت سے اس کی تشریح وتعیین کی ضرورت ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔ [1]

[1] سبيل الله: التعريف: السبيل هو الطريق، يذكر ويؤنث .قال الله تعالى :(قل هذه سبيلي وسبيل الله في أصل الوضع هو :الطريق الموصلة إليه تعالى، فيدخل فيه كل سعي في طاعة الله، وفي سبيل الخير. وفي الاصطلاح هو الجهاد .

الحكم التكليفي:

قال جمهور الفقهاء وعامة المفسرين :سبيل الله وضعا هو الطريق الموصلة إلى الله، ويشمل جميع القرب إلى الله، إلا أنه عند الإطلاق ينصرف إلى الجهاد لكثرة استعماله فيه في القرآن، كقوله تعالى :(وقاتلوا في سبيل الله الذين يقاتلونكم)وقوله :(إن الله يحب الذين يقاتلون في سبيله صفا) .

وما في القرآن من ذكر "سبيل الله "إنما أريد به الجهاد إلا اليسير منه فيحمل عليه.

ولأن الجهاد هو سبب الشهادة الموصلة إلى الله، (وسبيل الله) في مصارف الزكاة يعطى للغزاة المتطوعين الذين ليس لهم سهم في ديوان الجند لفضلهم على غيرهم؛ لأنهم جاهدوا من غير أرزاق مرتبة لهم فيعطون ما يشترون به الدواب والسلاح، وما ينفقون به على العدو إن كانوا أغنياء ، وبهذا قال مالك والشافعي وأحمد بن حنبل، وإسحاق، وأبو ثور وأبو عبيد وابن المنذر، واحتجوا بما روى أبو سعيد الخدري رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم :لا تحل الصدقة لغني إلا لخمسة :لعامل عليها، أو رجل اشتراها بماله، أو غارم، أو غاز في سبيل الله، أو مسكين تصدق عليه منها فأهدى منها لغني.

وقالوا :ولأن الله تعالى جعل الفقراء والمساكين صنفين، وعد بعدهما ستة أصناف فلا يلزم وجود صفة الصنفين في بقية الأصناف كما لا يلزم صفة الأصناف فيهما .

وقال الحنفية: لا تدفع إلا لمن كان محتاجا إليها، وذلك لحديث ابن عباس في قصة بعث الرسول صلى الله عليه وسلم لمعاذ بن جبل إلى اليمن وفيه: أخبرهم أن الله قد فرض عليهم صدقة تؤخذ من أغنيائهم فترد على فقرائهم .

فقد جعل الناس قسمين: قسما يؤخذ منهم، وقسما يصرف إليهم، فلو جاز صرف الصدقة إلى الغني لبطل القسمة، وهذا لا يجوز .

وقال محمد بن الحسن: المراد من قوله تعالى:(وفي سبيل الله)الحاج المنقطع، لما روى أن رجلا جعل بعيرا له في سبيل الله فأمره النبي صلى الله عليه وسلم: أن يحمل عليه الحجاج وروى أيضا أن رجلا جعل جملا له في سبيل الله فأرادت امرأته الحج، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: فهلا خرجت عليه، فإن الحج في سبيل الله.وعن أبي طليق: قال: طلبت مني أم طليق جملا تحج عليه فقلت: قد جعلته في سبيل الله، فسألت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: صدقت، لو أعطيتها كان في سبيل الله .

ويؤثر عن أحمد وإسحاق أنهما قالا: سبيل الله: الحج، وقال ابن عمر رضي الله عنهما: سبيل الله الحجاج والعمار.

وقال بعض الحنفية: سبيل الله طلبة العلم .وقال الفخر الرازي في تفسيره: " ظاهر اللفظ في قوله تعالى:(وفي سبيل الله) لا يوجب القصر على الغزاة، فلهذا نقل القفال في تفسيره عن بعض الفقهاء أنهم أجازوا صرف الصدقات إلى جميع وجوه الخير من تكفين الموتى، وبناء الحصون، وعمارة المساجد؛ لأن سبيل الله عام في الكل(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۴ ص ۱۲۶ الیٰ ۱۲۸ ، مادة ”سبيل الله“)

www.idaraghufran.org

بسلسلہ: اصلاحِ معاشرہ

رشتہ داروں سے متعلق فضائل واحکام

نسب، خاندان، برادری اور قبیلہ وغیرہ کی حقیقت اور اس کا درجہ ومرتبہ
رشتہ داروں سے صلہ رحمی کے فضائل وفوائد اور قطع رحمی کے قبائح ونقصانات
صلہ رحمی کی تاکید اور قطع رحمی کی وعید، صلہ رحمی اور قطع رحمی کی حقیقت اور صورتیں،
والدین سے صلہ رحمی، بہن بھائیوں، اولاد، زوجین اور دیگر اقرباء کے ساتھ صلہ رحمی
صلہ رحمی کے طریقے اور صلہ رحمی وحسنِ سلوک سے متعلق احکام وآداب
اور مختلف قسم کے رشتہ داروں کے بارے میں احکام

مصنّف
مفتی محمد رضوان

جلد4

علمی وتحقیقی رسائل

(1)...خوارج سے متعلق احادیث کی تحقیق
(2)...کفار کے مخاطب بالفروع ہونے کا حکم
(3)...غیرُ اللہ کی نذر ونیاز وذبح کا حکم
(4)...رؤیتِ باری تعالیٰ
(5)...قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کا حکم
(6)...خواب میں زیارتِ نبوی ﷺ کا حکم
(7)...محفلِ حُسنِ قرائت کا حکم

مصنّف
مفتی محمد رضوان خان

جلد5

علمی وتحقیقی رسائل

(1)... پاکستان کی موجودہ رؤیتِ ہلال کمیٹی کی شرعی حیثیت
(2)...مقدس اوراق کا حکم
(3)...قرآن مجید کو بغیر وضو چھونے کا حکم
(4)...خیرُ بقاعِ الارض کی تحقیق (یعنی شرعاً افضل ترین قطعۂ زمین کون سا ہے؟)

مصنّف
مفتی محمد رضوان خان

جلد6

علمی وتحقیقی رسائل

(1)...مجالسِ ذکر اور اجتماعی ذکر
(2)...جمعہ کے دن دُرود پڑھنے کی تحقیق

مصنّف
مفتی محمد رضوان خان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی
فون: 051-5507270

مفتی محمد رضوان

درسِ حدیث

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

ابوطالب کے لیے شفاعۃُ النبی کا حصول

صحیح احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعتِ کبریٰ کا حصول درجہ بدرجہ ہر موَحِّد اور مومن کو ہوگا، لیکن شرک کی حالت میں فوت ہونے والا اس کا مستحق نہیں ہو سکے گا۔ اور صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کا انتقال ایمان کی حالت میں نہیں ہوا۔

چنانچہ حضرت مسیّب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ أَبَا طَالِبٍ لَمَّا حَضَرَتْهُ الوَفَاةُ، دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ أَبُو جَهْلٍ، فَقَالَ: أَيْ عَمِّ، قُلْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ: يَا أَبَا طَالِبٍ، تَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ المُطَّلِبِ، فَلَمْ يَزَالاَ يُكَلِّمَانِهِ، حَتَّى قَالَ آخِرَ شَيْءٍ كَلَّمَهُمْ بِهِ: عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ المُطَّلِبِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ، مَا لَمْ أُنْهَ عَنْهُ فَنَزَلَتْ: (مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الجَحِيمِ) وَنَزَلَتْ: (إِنَّكَ لاَ تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ) (بخاری، رقم الحدیث ۳۸۸۴)

ترجمہ: جب (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا) ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آیا، تو ان کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے، اس وقت ابوطالب کے پاس ابوجہل بھی تھا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب سے فرمایا کہ اے میرے چچا! آپ ’’لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه‘‘ کہہ دیں، تو میں اللہ کے پاس اس کی وجہ سے آپ کے لئے دلیل

www.idaraghufran.org

پیش کرنے (اور آپ کے ایمان کی گواہی دینے) کا مستحق ہو جاؤں گا، ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا کہ اے ابوطالب! کیا تم عبدالمطلب کے دین سے پھر جاؤ گے؟ اور یہ دونوں ابوطالب سے برابر یہی بات کہتے رہے، یہاں تک کہ ابوطالب نے ان لوگوں سے جو آخری بات کہی وہ یہ تھی کہ (میں) عبدالمطلب کے دین پر مرتا ہوں، جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آپ (یعنی ابوطالب) کے لئے اس وقت تک استغفار کرتا رہوں گا، جب تک مجھے اس سے روکا نہیں جائے گا، پھر (سورہ توبہ کی) یہ آیت نازل ہوئی کہ:

”مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ“

”نہیں حق حاصل ہے نبی کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے، یہ کہ وہ استغفار کریں مشرکین کے لیے، اگرچہ وہ ان کے انتہائی قریبی کیوں نہ ہوں، بعد اس کے کہ ظاہر ہو جائے ان کے لیے یہ بات کہ وہ جہنم والے ہیں“

اور (سورہ قصص کی) یہ آیت بھی نازل ہوئی کہ:

”إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ“

”بے شک آپ نہیں ہدایت دے سکتے، اس کو جس سے آپ محبت کریں“ (بخاری)

اور صحیح مسلم میں حضرت مسیّب رضی اللہ عنہ سے درج ذیل الفاظ میں روایت ہے:

لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَائَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلٍ، وَعَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " يَا عَمِّ، قُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، كَلِمَةً أَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللهِ "، فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ: يَا أَبَا طَالِبٍ، أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ، وَيُعِيدُ لَهُ تِلْكَ الْمَقَالَةَ حَتَّى قَالَ أَبُو طَالِبٍ آخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ: هُوَ عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَأَبَى أَنْ يَقُولَ: لَا إِلَهَ إِلَّا

اللّٰهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَا وَاللهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: (مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ)، وَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى فِي أَبِي طَالِبٍ، فَقَالَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ) (مسلم، رقم الحدیث ۳۹ "۲۴")

ترجمہ: جب (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا) ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے، ابوطالب کے پاس اس وقت ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ بھی موجود تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے چچا! آپ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" پڑھ لیجیے، یہ ایسا کلمہ ہے کہ میں اس کی وجہ سے اللہ کے نزدیک آپ کے لیے گواہی دوں گا، اس پر ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا کہ اے ابوطالب! کیا تم عبدالمطلب کے دین سے پھر رہے ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوطالب کے سامنے باربار "لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ" پڑھنے کا کہتے رہے، یہاں تک کہ ابوطالب نے آخری کلام ان سے یہی کیا کہ وہ عبدالمطلب کے دین پر ہیں، اور انہوں نے "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کہنے سے انکار کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! میں آپ (یعنی ابوطالب) کے لیے اس وقت تک استغفار کرتا رہوں گا، جب تک کہ مجھے آپ کے لیے استغفار کرنے سے روکا نہیں جائے گا، پھر اللہ عزوجل نے (سورہ توبہ کی) یہ آیت نازل فرمائی:

"مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ"

"نہیں حق حاصل ہے نبی کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے، یہ کہ وہ استغفار کریں مشرکین کے لیے، اگرچہ وہ ان کے انتہائی قریبی کیوں نہ ہوں، بعد اس کے کہ ظاہر

ہوجائے ان کے لیے یہ بات کہ وہ جہنم والے ہیں“

اور اللہ تعالیٰ نے ابوطالب کے متعلق (سورہ قصص کی) یہ آیت بھی نازل فرمائی، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے فرمایا کہ:

”اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ وَھُوَ اَعْلَمُ بِالْمُھْتَدِیْنَ“

”بے شک آپ نہیں ہدایت دے سکتے، اس کو جس سے آپ محبت کریں، اور لیکن اللہ ہدایت دیتا ہے، جس کو چاہتا ہے، اور وہ زیادہ جانتا ہے، ہدایت دیے جانے والے لوگوں کو“ (مسلم)

مذکورہ اور اس جیسی مستند احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا، ابوطالب کا انتقال، ایمان کی حالت میں نہیں ہوا، بلکہ کفر کی حالت میں ہوا۔

موجودہ دور میں بعض کم علم حضرات، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کے کفر پر خاتمہ کے قائل نہیں، اور وہ اس بات کی سختی کے ساتھ تردید کرتے ہیں، بلکہ اس کو ابوطالب کی شان میں گستاخی تصور کرتے ہیں، ان کو مندرجہ بالا اور اس جیسی صحیح احادیث پر غور کر کے اپنی مذکورہ غلط فہمی کا ازالہ کرنا چاہیے۔

تاہم بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت، آپ کے چچا ابوطالب کو بھی سخت عذاب میں تخفیف کی صورت میں حاصل ہوگی۔

چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّـهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَذُكِرَ عِنْدَهُ عَمُّهُ أَبُو طَالِبٍ، فَقَالَ: لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ القِيَامَةِ، فَيُجْعَلُ فِي ضَحْضَاحٍ مِنَ النَّارِ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ، يَغْلِي مِنْهُ أُمُّ دِمَاغِهِ (بخاری، رقم الحديث ۶۵۶۴، مسلم رقم الحديث ۳۶۰ ”۲۱۰“)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا (ابو طالب) کا ذکر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امید ہے قیامت کے دن انہیں

میری شفاعت کچھ نفع دے جائے گی کہ وہ آگ کے درمیانی درجہ میں کر دیئے جائیں گے کہ آگ ان کے ٹخنوں تک پہنچے گی جس سے ان کا دماغ کھولنے لگے گا (بخاری، مسلم)

حضرت عباس بن مطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَلْ نَفَعْتَ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ، فَإِنَّهُ كَانَ يَحُوطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ، لَوْلاَ أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (بخاری، رقم الحديث ۶۲۰۸، مسلم، رقم الحديث ۳۵۷ "۲۰۹)

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے ابوطالب کو بھی کچھ فائدہ پہنچایا، وہ آپ کی حفاظت کرتے تھے اور آپ کے لئے دوسروں پر غصہ ہو جاتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! وہ جہنم کے درمیان میں ہوں گے، اگر میں نہ ہوتا وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوتے (بخاری، مسلم)

محدثین واہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ اگرچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت مومنوں کے ساتھ خاص ہے، لیکن ابوطالب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں مدد واعانت کی، اس لیے ان کے لیے بطورِ خاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے جہنم کے عذاب میں تخفیف ہوگی، لیکن کفر پر خاتمہ کی وجہ سے جہنم کے عذاب سے بالکلیہ اور دائمی طور پر نجات حاصل نہ ہوگی۔ [1]

---

[1] قوله لعله تنفعه شفاعتي ظهر من حديث العباس وقوع هذا الترجي واستشكل قوله صلى الله عليه وسلم تنفعه شفاعتي بقوله تعالى فما تنفعهم شفاعة الشافعين وأجيب بأنه خص ولذلک عدوه فی خصائص النبی صلی الله علیه وسلم وقیل معنی المنفعة فی الآیة یخالف معنی المنفعة فی الحدیث والمراد بها فی الآیة الإخراج من النار وفی الحدیث المنفعة بالتخفیف وبهذا الجواب جزم القرطبی وقال البیهقی فی البعث صحة الروایة فی شأن أبی طالب فلا معنی للإنكار من حیث صحة الروایة ووجهه عندی أن الشفاعة فی الكفار إنما امتنعت لوجود الخبر الصادق فی أنه لا یشفع فیهم أحد وهو عام فی حق كل كافر فیجوز أن یخص منه من ثبت الخبر بتخصیصه قال وحمله بعض أهل النظر علی أن جزاء الكافر من العذاب یقع علی كفره وعلی معاصیه فیجوز أن الله یضع عن بعض الكفار بعض جزاء معاصیه تطییبا لقلب الشافع لا ثوابا للكافر لأن حسناته صارت بموته علی الكفر هباء وأخرج مسلم عن أنس وأما الكافر فیعطی حسناته فی الدنیا حتی إذا أفضی إلی الآخرة لم تكن له حسنة وقال القرطبی فی المفهم اختلف فی هذه الشفاعة هل هی

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

واللّٰہ تعالیٰ اعلم.

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بلسان قولي أو بلسان حالي والأول يشكل بالآية وجوابه جواز التخصيص والثاني يكون معناه أن أبا طالب لما بالغ فی إكرام النبی صلی الله عليه وسلم والذب عنه جوزی علی ذلک بالتخفيف فأطلق علی ذلک شفاعة لكونها بسببه قال ويجاب عنه أيضا أن المخفف عنه لما لم يجد أثر التخفيف فكأنه لم ينتفع بذلک ويؤيد ذلک ما تقدم أنه يعتقد أن ليس فی النار أشد عذابا منه وذلک أن القليل من عذاب جهنم لا تطيقه الجبال فالمعذب لاشتغاله بما هو فيه يصدق عليه أنه لم يحصل له انتفاع بالتخفيف قلت وقد يساعد ما سبق ما تقدم فی النكاح من حديث أم حبيبة فی قصة بنت أم سلمة أرضعتنی وإياها ثويبة قال عروة إن أبا لهب رؤی فی المنام فقال لم أر بعدكم خيرا غير أنی سقيت فی هذه بعتاقتی ثويبة وقد تقدم الكلام عليه هناک وجوز القرطبی فی التذكرة أن الكافر إذا عرض علی الميزان ورجحت كفة سيئاته بالكفر اضمحلت حسناته فدخل النار لكنهم يتفاوتون فی ذلک فمن كانت له منهم حسنات من عتق ومواساة مسلم ليس كمن ليس له شیء من ذلک فيحتمل أن يجازی بتخفيف العذاب عنه بمقدار ما عمل لقوله تعالی ونضع الموازين القسط ليوم القيامة فلا تظلم نفس شيئا قلت لكن هذا البحث النظری معارض بقوله تعالی ولا يخفف عنهم من عذابها وحديث أنس الذی أشرت إليه وأما ما أخرجه بن مردويه والبيهقی من حديث بن مسعود رفعه ما أحسن محسن من مسلم ولا كافر إلا أثابه الله قلنا يا رسول الله ما إثابة الكافر قال المال والولد والصحة وأشباه ذلک قلنا وما إثابته فی الآخرة قال عذابا دون العذاب ثم قرأ أدخلوا آل فرعون أشد العذاب فالجواب عنه أن سنده ضعيف وعلی تقدير ثبوته فيحتمل أن يكون التخفيف فيما يتعلق بعذاب معاصيه بخلاف عذاب الكفر (فتح الباری لابن حجر، ج ۱۱، ص ۴۳۱ و ۴۳۲، باب صفة الجنة والنار)

پروپرائیٹر: محمد اخلاق عباسی محمد نذران عباسی

نیو عباسی چکن شاپ

ہمارے ہاں شیور و دیسی مرغی، صاف گوشت اور پوٹہ کلیجی

ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہے۔

نیز شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے لئے ہماری خدمات

حاصل کریں۔

دوکان نمبر H-919، حق نواز روڈ، گلاس فیکٹری چوک، راولپنڈی

موبائل: 0301-5642315---0300-5171243

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

”شیر خوار بچہ کے پیشاب“ کے متعلق شاہ ولی اللہ کا موقف

امام مالک رحمہ اللہ کی سند سے حضرت عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ، أَنَّهَا أَتَتْ بِابْنٍ لَهَا صَغِيرٍ، لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ، إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَجْلَسَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجْرِهِ، فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ، فَدَعَا بِمَاءٍ، فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ (بخاری، رقم الحديث ۲۲۳، مؤطا امام مالک، رقم الحديث ۱۱۰، باب ما جاء في بول الصبي)

ترجمہ: امِ قیس بنتِ محصن رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ان کا ایک چھوٹا بچہ تھا، جو کھانا نہیں کھاتا تھا، وہ اسے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچہ کو اپنی گود میں بٹھالیا، پھر اس بچہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے پر پیشاب کر دیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا، اور اس جگہ چھڑک دیا، اور اس کو دھویا نہیں (بخاری، موطا امام مالک)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ موطا امام مالک کی فارسی شرح ”مصفّٰی“ میں مذکورہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

معنی حدیث نزدیک شافعی آنست کہ رش انداختن آب ست بوجہی کہ عام وغالب شود در موضع بول بغیر سیلان، ونزدیک غیر او چنانکہ خطابی اشار کردہ است نضح امرار آب ست برمحل بول برفق از غیر مرس ودلک ودر غسل رش ودلک میباید واول اولیٰ واقویٰ است (المصفّٰی، ج۱ص۶۳، باب يطهر الثوب من بول الصبي الذي لم يطعم بالنضح، مطبوعہ: مطبع فاروقی، دہلی)

ترجمہ: امام شافعی کے نزدیک اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس پیشاب میں عام

www.idaraghufran.org

طور پر غالب یہ ہو کہ وہ بہنے والا نہیں، تو اس میں پانی کے چھینٹیں مار دیے جائیں۔

اور امام شافعی کے علاوہ دیگر حضرات کے نزدیک ''جیسا کہ خطابی نے اشارہ کیا'' پیشاب کی جگہ میں پانی کو نرمی کے ساتھ گزار دینا ہے، جس کو اہتمام سے دھونے اور رگڑنے کی ضرورت نہیں۔

اور پہلا (یعنی امام شافعی کا) قول اولیٰ اور زیادہ قوی ہے (مصفّٰی)

شیر خوار یعنی دودھ پیتا بچہ خواہ لڑکی ہو، یا لڑکا، حنفیہ و مالکیہ کے نزدیک بہرحال اس کا پیشاب اسی طرح ناپاک ہے، جس طرح بڑی عمر کے بچہ یا انسان کا ناپاک ہوتا ہے۔

جبکہ شافعیہ وحنابلہ کے نزدیک شیر خوار یعنی دودھ پیتا لڑکا جو ابھی کھانا نہیں کھاتا، اس کا پیشاب، بڑے بچوں سے ہلکے درجہ کا ناپاک ہوتا ہے، جو اگر کسی کپڑے وغیرہ کو لگ جائے، تو اس کو دھونا ضروری نہیں ہوتا، بلکہ اس پر پانی چھڑکنا کافی ہوجاتا ہے، اور اس عمل سے وہ جگہ پاک ہوجاتی ہے۔

البتہ اگر وہ شیر خوار بچہ ''لڑکی'' ہو، تو ان حضرات کے نزدیک بھی اس کے پیشاب کو دھونا ضروری ہوتا ہے۔ [1]

مذکورہ مسئلہ میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کا رجحان شافعیہ وحنابلہ کے موقف کی طرف معلوم ہوتا ہے، جس کی بظاہر وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ امّ قیس کی مذکورہ حدیث کے علاوہ بعض

---

[1] التطهير من بول الغلام وبول الجارية:

ذهب الحنفية والمالكية إلى أن التطهير من بول الغلام وبول الجارية الصغيرين أكلا أو لا، يكون بغسله لقول النبى صلى الله عليه وسلم :استنزهوا من البول .

وذهب الشافعية والحنابلة إلى أنه يجزء فى التطهير من بول الغلام الذى لم يطعم الطعام النضح، ويكون برش الماء على المكان المصاب وغمره به بلا سيلان، فقد روت أم قيس بنت محصن رضى الله عنها أنها أتت بابن لها صغير لم يأكل الطعام إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فأجلسه رسول الله صلى الله عليه وسلم فى حجره، فبال على ثوبه، فدعا بماء فنضحه، ولم يغسله أما بول الجارية الصغيرة فلا يجزء فى تطهيره النضح، ولا بد فيه من الغسل، لخبر الترمذى ينضح بول الغلام، ويغسل بول الجارية، وفرق بينهما :بأن الائتلاف بحمل الصبى يكثر، فيخفف فى بوله، وبأن بوله أرق من بولها، فلا يلصق بالمحل كلصق بولها به.

قال أحمد :الصبى إذا طعم الطعام وأراده واشتهاه غسل بوله، وليس إذا طعم، لأنه قد يلعق العسل، وما يطعمه لغذائه وهو يريده ويشتهيه يوجب الغسل (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢٩، ص١١١، مادة ''طهارة'')

دیگر احادیث وروایات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ نبی اللہ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – قَالَ فِي بَوْلِ الرَّضِيعِ: " يُنْضَحُ بَوْلُ الْغُلَامِ، وَيُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ٥٢٥) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیتے بچے کے پیشاب کے متعلق فرمایا کہ لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑک دیا جائے، اور لڑکی کے پیشاب کو دھویا جائے (ابن ماجہ)

حضرت امِ کرز سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – قَالَ: " بَوْلُ الْغُلَامِ يُنْضَحُ، وَبَوْلُ الْجَارِيَةِ يُغْسَلُ (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ٥٢٧) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جائے گا، اور لڑکی کے پیشاب کو دھویا جائے گا (ابن ماجہ)

حضرت ابوسمح سے روایت ہے کہ:

كُنْتُ خَادِمَ النَّبِيِّ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ –، فَجِيءَ بِالْحَسَنِ أَوْ الْحُسَيْنِ فَبَالَ عَلَى صَدْرِهِ، فَأَرَادُوا أَنْ يَغْسِلُوهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ –: " رُشَّهُ، فَإِنَّهُ يُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ، وَيُرَشُّ بَوْلُ الْغُلَامِ (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ٥٢٦) ۳

ترجمہ: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خدمت گزار تھا، پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت حسن یا حضرت حسین کو لایا گیا، اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ پر پیشاب کر دیا، لوگوں نے اس کو دھونا چاہا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

---

۱ قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح، وقد اختلف فى وقفه ورفعه (حاشية سنن ابن ماجه)

۲ قال شعيب الارنؤوط: صحيح لغيره، وهذا إسناد ضعيف لانقطاعه فإن عمرو بن شعيب لم يسمع من أم كُرز (حاشية سنن ابن ماجه)

۳ قال شعيب الارنؤوط: إسناده جيد، يحيى بن الوليد –وهو الطائى– ليس به بأس (حاشية سنن ابن ماجه)

www.idaraghufran.org

اس پر پانی چھڑک دو، کیونکہ لڑکی کا پیشاب دھویا جاتا ہے، اورلڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جاتا ہے(ابن ماجہ)

حضرت امِ فضل سے روایت ہے کہ:

أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: إِنِّي رَأَيْتُ فِي مَنَامِي، فِي بَيْتِي، أَوْ حُجْرَتِي عُضْوًا مِنْ أَعْضَائِكَ، قَالَ: " تَلِدُ فَاطِمَةُ إِنْ شَاءَ اللهُ غُلَامًا، فَتَكْفُلِينَهُ "فَوَلَدَتْ فَاطِمَةُ حَسَنًا ، فَدَفَعْتُهُ إِلَيْهَا، فَأَرْضَعَتْهُ بِلَبَنِ قُثَمَ، وَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا أَزُورُهُ، فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَضَعَهُ عَلَى صَدْرِهِ، فَبَالَ عَلَى صَدْرِهِ ، فَأَصَابَ الْبَوْلُ إِزَارَهُ، فَزَخَخْتُ بِيَدِي عَلَى كَتِفَيْهِ، فَقَالَ: " أَوْجَعْتِ ابْنِي أَصْلَحَكِ اللهُ "أَوْ قَالَ: " رَحِمَكِ اللهُ ."فَقُلْتُ: أَعْطِنِي إِزَارَكَ أَغْسِلْهُ، فَقَالَ: " إِنَّمَا يُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ، وَيُصَبُّ عَلَى بَوْلِ الْغُلَامِ

(مسند احمد، رقم الحديث ٢٦٨٧٨) [1]

ترجمہ: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی، اورعرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی عضو میرے گھر یا میرے حجرے میں آ گیا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کی تعبیر دیتے ہوئے)فرمایا کہ تم نے اچھا خواب دیکھا ہے، فاطمہ کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا، اورتم اپنے بیٹے قُثم کے ذریعے آنے والے دودھ سے اس کی بھی پرورش کروگی، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت فاطمہ کے یہاں حضرت حسن پیدا ہوئے اور میں نے ہی انہیں اپنے بیٹے قُثم کے ساتھ دودھ پلایا۔

ایک دن میں انہیں لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لے کر اپنے سینہ پر بٹھایا، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ پر پیشاب کردیا، اور یہ پیشاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر پر لگ گیا، یہ دیکھ کر میں نے

[1] قال شعيب الارنؤوط:إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين (حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

حضرت حسن کے کندھوں کے درمیان ہلکا سا ہاتھ مارا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تم پر رحم کرے، میرے بیٹے پر ترس کھاؤ! تم نے میرے بیٹے کو تکلیف دی، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ اپنی یہ چادر اتاردیں، تاکہ میں اسے دھودوں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دھویا تو لڑکی کا پیشاب جاتا ہے، لڑکے کے پیشاب پر صرف پانی ڈال دیا جاتا ہے (مسند احمد)

حضرت حسن سے روایت ہے کہ:

عن أُمه أنَّها أبصَرَت أُم سلمة تَصُبُّ على بَولِ الغُلامِ ما لم يَطعَم، فإذا طَعِمَ غَسَلَته، وكانت تَغسِلُ بولَ الجارية (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۳۷۹) ؎۱

ترجمہ: ان (یعنی حضرت حسن) کی والدہ فرماتی ہیں کہ انہوں نے حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کو کھانا نہ کھانے والے لڑکے کے پیشاب پر پانی ڈالتے ہوئے دیکھا، پھر جب وہ کھانا کھانے لگتا، تو وہ اس کے پیشاب کو دھوتیں، اور لڑکی کے پیشاب کو دھویا کرتی تھیں (ابوداؤد)

اس طرح کی احادیث وروایات میں چھوٹے یعنی دودھ پیتے لڑکے اور لڑکی کے پیشاب میں فرق کیا گیا ہے، اور پانی ڈالنے یا پانی کا چھینٹا مارنے اور دھونے میں فرق کیا گیا ہے، لہٰذا جو فرق احادیث وروایات سے ثابت ہے، اس کا لحاظ کرنا احادیث وسنت کے موافق ہی ہوگا۔ ؎۲

؎۱ قال شعيب الارنؤوط: إسناده حسن (حاشية سنن ابی داؤد)

؎۲ وظاهر الحديث يدل على الفرق بين بوله وبولها، وهو أن بوله كالماء رقة وبياضا، وبولها أصفر ثخين، وتكثر نجاسته بمخالطة رطوبة فرجها وهي نجسة؛ ولأن الذكور أقوى مزاجا من الإناث، والرخاوة غالبة على أمزجتهن، فتكون الفضلات الخارجة منهن أشد احتياجا إلى الغسل، وأيضا مست الحاجة إلى التخفيف في حق الصبيان ;لأن العادة جرت بحملهم في المجالس دون الجوارى. وفي الحديث إشارة إلى قول علي بن أبي طالب، وعطاء، والحسن البصرى، والشافعي، وأحمد.

وأما مذهب أبي حنيفة وأصحابه :أن يغسل بولهما معا كسائر النجاسات الغير المرئية اهـ.

قلت :وبه قال الإمام مالک، وقال الإمام أحمد :بول الصبي ما لم يأكل طعاما طاهر (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج ۲، ص ۴۶۷، كتاب الطهارة، باب تطهير النجاسات)

www.idaraghufran.org

اس لیے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ نے اس سلسلہ میں امام شافعی اورامام احمد کے قول کو اولیٰ واقویٰ قراردیا،جنہوں نے اس فرق کوملحوظ رکھا۔واللّٰہ تعالیٰ اعلم۔ ؎

؎ (فرع)فی مذاهب العلماء فی ذلک :مذهبنا المشهور أنه یجب غسل بول الجاریة ویکفی نضح بول الغلام وبه قال علی بن أبی طالب وأم سلمة والاوزاعی واحمد واسحق وأبو عبید وداود وقال مالک وأبو حنیفة والثوری یشترط غسل بول الغلام والجاریة وقال النخعی یکفی نضحهما جمیعا وهو روایة عن الاوزاعی(المجموع شرح المهذب، ج۲،ص۵۹۰،باب ازالة النجاسة)

مسألة :قال :(إلا بول الغلام الذی لم یأكل الطعام، فإنه یرش الماء علیه) هذا استثناء منقطع، إذ لیس معنی الكلام طهارة بول الغلام، إنما أراد أن بول الغلام الذی لم یطعم الطعام یجزء فیه الرش، وهو أن ینضح علیه الماء حتی یغمره، ولا یحتاج إلی رش وعصر،، وبول الجاریة یغسل وإن لم تطعم .وهذا قول علی -رضی الله عنه .-وبه قال عطاء ، والحسن والشافعی،وإسحاق .وقال القاضی :رأیت لأبی إسحاق بن شاقلا كلاما یدل علی طهارة بول الغلام؛ لأنه لو كان نجسا لوجب غسله وقال الثوری وأبو حنیفة :یغسل بول الغلام كما یغسل بول الجاریة؛ لأنه بول نجس، فوجب غسله كسائر الأبوال النجسة، ولأنه حكم یتعلق بالنجاسة، فاستوی فیه الذكر والأنثی، كسائر أحكامهما.

ولنا ما روت أم قیس بنت محصن ، أنها أتت بابن، لها صغیر، لم یأكل الطعام، إلی رسول الله -صلی الله علیه وسلم -فأجلسه رسول الله -صلی الله علیه وسلم -فی حجره، فبال علی ثوبه، فدعا بماء ، فنضحه، ولم یغسله. وعن عائشة -رضی الله عنها -قالت ، أتی رسول الله -صلی الله علیه وسلم -بصبی، فبال علی ثوبه فدعا بماء فأتبعه بوله، ولم یغسله .متفق علیهما .وعن لبابة بنت الحارث قالت :كان الحسین بن علی فی حجر رسول الله صلی الله علیه وسلم فبال علیه، فقلت :البس ثوبا آخر، وأعطنی إزارک حتی أغسله . فقال :إنما یغسل من بول الأنثی، وینضح من بول الغلام الذكر .رواه أبو داود.

وعن علی -رضی الله عنه -قال :قال رسول الله -صلی الله علیه وسلم :-بول الغلام ینضح، وبول الجاریة یغسل .قال قتادة :هذا ما لم یطعما الطعام، فإذا طعما غسل بولهما .رواه الإمام أحمد فی مسنده .وهذه نصوص صحیحة عن النبی -صلی الله علیه وسلم -، فاتباعها أولی، وقول رسول الله -صلی الله علیه وسلم -أصح من قول من خالفه(المغنی لابن قدامة، ج۲،ص۶۷،باب الصلاة بالنجاسة وغیر ذلک)

پروپرائیٹر:وسیم ریاض

ریاض سٹیل فرنیچر اینڈ الماری سنٹر

ہمارے ہاں الماری، کیبنٹ، سیف، آفس فرنیچر وغیرہ دستیاب ہیں

Tel: 051-5500104
Ph: 051-5962645
Mob: 0333-5585721

دوکان نمبر: M-76,77
وارث خان بس سٹاپ، راولپنڈی

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

افادات وملفوظات

لوگوں کے معاملات کی مشکلات کا حل اور مذہبِ غیر پر فتویٰ

(6رجب المرجب1439ہجری)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے ایک شخص نے عرض کیا کہ لین دین وغیرہ میں آج کل نئی نئی صورتیں پیدا ہوگئی ہیں، اور اکثر احکامِ شرعیہ کے خلاف عملدرآمد ہورہا ہے، اور ان سے اجتناب کرنے کو لوگ دشوار سمجھتے ہیں۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ نے اس کے متعلق فرمایا کہ:

اگر تجارت پیشہ، زراعت پیشہ، ملازمت پیشہ، اہلِ صنعت وحرفت یہ سب ان چیزوں کے متعلق واقعات بصورتِ استفتاء جمع کرکے (مجھے) دے دیتے، تو میں سوال وجواب کی صورت میں ان کے احکام جمع کردیتا، اگر کسی مسئلہ میں امام ابوحنیفہ کے مذہب پر جواز نہ نکلتا، تو میں نے یہ طے کیا تھا کہ امام شافعی کے مذہب پر فتویٰ دے دوں گا، امام مالک کے مذہب پر فتویٰ دے دوں گا، امام احمد بن حنبل کے مذہب پر فتویٰ دے دوں گا، اور اگر ان سے بھی کوئی صورت نہ نکلے گی، تو ان کی سہل تدابیر بتلاؤں گا کہ یوں کرلیا کرو، جس صورت سے جواز نکل آتا، اور اگر کوئی بات سمجھ سے باہر ہوتی، تو اس کا کوئی علاج نہیں، معذوری ہے، اب اتنے بڑے کام کی ہمت نہیں رہی (ملفوظاتِ حکیم الامت، ج۶،ص۲۱۵،مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، تاریخ اشاعت: 1424ہجری)

مذکورہ ملفوظ میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے زراعت، ملازمت، صنعت اور حرفت کے تمام شعبوں سے متعلق اپنے زمانہ میں مبتلا حضرات کی مشکل کے لیے حنفیہ کے علاوہ دیگر تینوں فقہاء سے جواز کی صورتوں پر فتویٰ دینا طے کیا تھا، اور متبادل سہل تدابیر بتلانے کی بھی تجویز دی تھی، لیکن ایسے تمام نئے

مسائل مرتب کر کے حضرت تھانوی کے پاس لانے والے نہ لاسکے، بعد میں بھی آپ کو اس کا داعیہ رہا، جیسا کہ اس ملفوظ میں ہے، لیکن اب خود اس کا بار اٹھانے سے ہمت کمزور ہوجانے کی وجہ سے عذر کیا۔

اور آج ہر شعبہ میں نئی نئی صورتیں پیدا ہوگئی ہیں، اور دشواریاں مزید بڑھ گئی ہیں، جس کی ضرورت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے زمانہ کے مقابلہ میں آج کے دور میں بہت زیادہ بڑھ گئی ہے، لیکن افسوس کہ اولاً تو حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے اس منشاء کے مطابق کوئی عمل کرنے کے لیے تیار نہیں، اور اگر کوئی اللہ کا بندہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی اس تجویز کے مطابق عمل کرتا ہے، اور کچھ تھوڑا بہت کام کرتا یا کرنا چاہتا ہے، تو اس کے کام میں ٹانگ اڑائی جاتی ہے، اس کو طرح طرح کی آزادی اور غیر مقلدیت اور اباحیت پرستی کا الزام دیا جاتا ہے۔

چنانچہ موجودہ زمانہ میں بینکاری کی ضرورت انٹرنیشنل سطح پر پیش آ گئی ہے، اور اس نظام میں عوام و خواص کا ابتلا ہوگیا ہے، کوئی حج یا عمرہ کرنا چاہے، ایک ملک سے دوسرے ملک سفر کرنا چاہے، بجلی یا گیس وغیرہ کا میٹر لگوانا چاہے، یا اس کا بل جمع کرنا چاہے، اور اس طرح کے بے شمار کام کرنا چاہے، تو اسے بینکوں کا سہارا لینا پڑتا ہے، لیکن علمائے کرام کا ایک طبقہ نہ تو بینکاری کے نظام کو جائز قرار دیتا، نہ ہی عملی طور پر اس کی متبادل سہل صورتیں تجویز کرتا، اور نہ ہی دوسرے حضرات کی تجاویز اور متبادل پیش کردہ صورتوں سے اتفاق کرتا، چنانچہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم العالی اور دیگر متعدد اہلِ علم حضرات نے جو بعض فقہائے کرام کے اقوال کی روشنی میں مختلف صورتوں کا حل نکالا ہے، ان کو بعض حضرات کی طرف سے ہدفِ ملامت وتنقید بنایا جاتا ہے، اور خود سے بھی قابلِ عمل صورتوں کی شکل میں حل پیش نہیں کیا جاتا، جو قابلِ ستائش طرزِ عمل معلوم نہیں ہوتا۔

اللہ اس جمود وتشدد سے حفاظت عطا فرمائے، اور امتِ مسلمہ کی مشکلات کو حل کرنے کی جدوجہد کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حدیث اور فتوے کا رنگ غالب ہونے والے کا فتویٰ

(19 رجب المرجب 1439 ہجری)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ نے ایک مقام پر فرمایا کہ:

www.idaraghufran.org

جس شخص پر فقہ اور فتویٰ کا رنگ غالب ہوتا ہے، اس کے فتویٰ کا رنگ اور ہوتا ہے کہ جزئیات میں تشدد کی عادت ہوتی ہے، اور جس پر حدیث کا رنگ غالب ہوتا ہے، اس کے فتویٰ کا رنگ اس سے مختلف ہوتا ہے کہ اس میں کچھ توسع ہوتا ہے (تحفۃ العلماء، جلد۲، صفحہ۲۴۹، ترتیب: مولانا مفتی محمد زید صاحب، مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان)

اس سے معلوم ہوا کہ فتویٰ دینے کا حق صرف نِرے فقیہ کو ہی حاصل نہیں، بلکہ اس عالم کو بھی حاصل ہے، جس پر حدیث کا رنگ غالب ہو، اور اس کے فتوے پر عمل کر لینا بھی جائز ہے۔

چنانچہ ہر دور میں ایسے محدثین بھی فتویٰ دیتے رہے ہیں۔

ہمارے اکابر دیوبند میں علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ بہت بڑے محدث گزرے ہیں، اور بندہ نے آپ کے مآثرِ علمیہ کی مراجعت سے آپ کو اپنے تمام اکابر دیوبند میں خاص امتیازی شان کا حامل عظیم محدث پایا ہے، جن کی فقہ پر بھی نظر ہے، مگر ان پر حدیث کا رنگ غالب ہے، اور متعدد فقہی مسائل میں ان کی آراء بڑی اہمیت کی حامل معلوم ہوتی ہیں۔

انہوں نے صحیح بخاری کی شرح میں قربانی کے گوشت کے مسئلہ میں فرمایا کہ اگر قربانی کے بڑے جانور کے شرکاء، باہمی رضامندی سے اندازاً تولے بغیر گوشت تقسیم کر لیں، تو جائز ہے، اور ضرورت کے وقت باہمی رضامندی سے اس پر عمل کر لینا جائز ہے۔

بندہ کو ان کی رائے اور دلیل میں قوتِ نظر آئی، جس کا بندہ نے ایک مرتبہ کچھ اصحابِ علم سے تذکرہ کیا، جس پر ایک مولوی صاحب نے فرمایا کہ علامہ کشمیری کی بخاری کی یہ شرح کوئی فتوے کی کتاب نہیں، اس لیے اس رائے پر عمل کرنے کی گنجائش نہیں دی جاسکتی۔

میں نے کہا کہ اگر بخاری کی شرح میں مذکور کسی بات پر عمل کی اس وجہ سے گنجائش نہ ہو کہ فتاویٰ کے نام والی کتابوں میں اس کے خلاف لکھا ہے، تو پھر بخاری کی ان شروحات کو پڑھنے پڑھانے کی کیا ضرورت ہے، کیا یہ شروحات تفریح اور کھیل کے طور پر لکھی گئی ہیں۔

ملاحظہ فرمایئے کہ بعض حضرات کس قدر جمود کا شکار ہیں کہ فقہائے محدثین کے فتوے پر عمل کی کسی صورت اجازت دینے کے لیے تیار نہیں، جبکہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ

Idara Ghufran

نے اپنی کتابوں میں نِرے فقہاء یا نِرے محدثین کے بجائے فقہائے محدثین کے فتوے اور رائے کو اختیار کرنے کو ترجیح دی ہے۔

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے مذکورہ بالا ارشاد پر غور کرنے سے اس قسم کی غلط فہمیوں کا ازالہ ہوسکتا ہے۔

پھر بعد میں بندہ نے ''قربانی کا گوشت تولے بغیر تقسیم کرنے کا حکم'' کے عنوان سے ایک مستقل رسالہ بھی تحریر کردیا ہے، جس میں اس مسئلہ کے متعلق مختلف فقہائے کرام کے اقوال اور ان کے دلائل سمیت حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے قول کی تفصیل اور اس کے دلائل بھی وضاحت کے ساتھ ذکر کردیئے ہیں۔

انتظامی معاملات میں مروّجہ عیسوی تاریخوں کا استعمال

(23 رجب المرجب 1439 ہجری)

قمری اور چاند کے مہینوں کے ساتھ اسلامی احکام وابستہ ہیں، بالغ ہونے کا حکم، زکاۃ کی فرضیت، مخصوص مہینہ کے روزوں کا فرض ہونا، مخصوص مہینوں کی مخصوص تاریخوں میں روزوں کا سنت، مستحب یا ممنوع و مکروہ ہونا، حج کا مخصوص مہینوں اور تاریخوں میں ادا ہونا عیدُ الفطر، عیدُ الاضحیٰ وغیرہ وغیرہ، اس طرح کے سب احکام کا تعلق قمری اور چاند کے مہینوں کے ساتھ ہی وابستہ ہے۔

اس لیے اس طرح کے احکام اور عبادات کے لیے اسلامی و قمری مہینوں اور تاریخوں کو یاد رکھنا اور حساب و کتاب رکھنا ضروری ہے، اور ان عبادات کو قمری و اسلامی مہینوں و تاریخوں کو نظر انداز کر کے کسی دوسری تقویم کے ساتھ وابستہ کرنا جائز نہیں۔

البتہ انتظامی امور میں حسبِ ضرورت و حسبِ سہولت دوسری تقویم کا حدودِ شریعت کا لحاظ کرتے ہوئے استعمال کرنا جائز اور مباح ہے، جس طرح اس قسم کے امور میں قمری و اسلامی تاریخوں کا استعمال بھی جائز بلکہ مستحب ہے۔

لہٰذا اگر انتظامی ضرورت کی وجہ سے اور مشکل و تکلیف سے بچنے کے لیے کسی دوسری تقویم کا استعمال کیا جائے، مثلاً آج کل عیسوی تقویم کا استعمال عام ہے، سرکاری سطح پر بھی اور مختلف نجی زندگی کے

شعبوں میں بھی، اور بینکوں وغیرہ میں بھی۔

ایسے حالات میں اگر مدرسہ وغیرہ میں تنخواہ اور حاضری وغیرہ کے نظام کو انتظامی سہولت کے لیے عیسوی تقویم کے مطابق اختیار کیا جائے، تو گناہ نہیں۔

اکابر کے ادب وتعلق کا غلط مطلب

(24 رجب المرجب 1439 ہجری)

ایک عالمِ دین نے مجھ سے کہا کہ آپ کا حضرت حکیم الامت تھانوی اور مسیح الامت حضرت مولانا محمد مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی اور حضرت نواب عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہم اللہ سے تعلق ہے، اس نسبت اور تعلق کا تقاضا یہ ہے کہ آپ تمام اجتہادی اور فقہی مسائل میں ان حضرات کے مطابق موقف رکھیں، اور کسی مسئلہ میں ان حضرت سے رائے مختلف اختیار نہ کریں، ہم تو اپنے لیے اکابر کے نقشِ قدم ہی پر چلنے کا طرز اختیار کرتے ہیں، اور اس کو تصلُّب سمجھتے ہیں، اپنے بزرگوں کی رائے میں تصلُّب ہونا چاہئے، اور اس سے ذرہ برابر نہیں ہٹنا چاہئے۔

بندہ کو ان کی مذکورہ باتیں سن کر بڑی حیرت ہوئی، وہ چونکہ بندہ کے بزرگ تھے، اور اس وقت زیادہ گفت وشنید کا موقع بھی نہیں تھا، اس لیے بندہ نے ادب کے تقاضہ کی وجہ سے خاموشی کے ساتھ ان کی بات سن لی۔

لیکن محسوس ہوا کہ آج کے دور میں اچھے اچھے اصحابِ علم حضرات فقہ وتفقہ کی نعمت سے محروم ہیں، بلکہ یہ حضرات فقہ وتفقہ کے بنیادی اصول وقواعد کی خلاف ورزی کو ہی اُلٹا فقہ اور تفقہ سمجھے ہوئے ہیں۔

بھلا کسی بزرگ اور اللہ والے کے استاذ یا شیخ ہونے سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ انسان، ہر فقہی واجتہادی مسئلہ میں اس کی رائے کا شرعاً پابند ہو، خاص طور پر جب وہ خود کسی مسئلہ میں غور وفکر کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو، یہ مسئلہ تو خود امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے فقہ وتفقہ سے واضح ہے، چنانچہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی زندگی میں ان کے براہِ راست تلامذہ اور شاگردوں نے بہت سے مسائل میں ان سے اختلاف کیا، لیکن اس کو نہ تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بزرگ ماننے کے خلاف سمجھا گیا، اور نہ ہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شیخ یا استاذ ہونے کے منصب کے خلاف سمجھا گیا، اور خود حضرت حکیم

الامت تھانوی رحمہ اللہ نے بھی اپنے اصحاب علم وفقہ تلامذہ ومریدین سے فقہی واجتہادی مسائل میں اختلاف ہونے پر ان سے ناگواری کا اظہار نہیں فرمایا، جس کی تفصیل باحوالہ انداز میں بندہ نے فقہ و اجتہاد سے متعلق اپنے بعض رسائل وتالیفات میں ذکر کردی ہے، اس کے ساتھ ہی تصلُّب اور تعصُّب وتحزب میں فرق کی بھی شرعی وفقہی اصولوں اور واضح تصریحات سے نشاندہی کردی گئی ہے۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

بعض متاخرین، متقدمین سے زیادہ کامل ہوئے ہیں، یہ واقعہ ہے (ملفوظاتِ حکیم الامت، ج۱۰، ص ۳۲۵، ملفوظ نمبر ۲۲۱، مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان)

اس سے معلوم ہوا کہ متاخرین کی رائے، اگر متقدمین کے خلاف ہو، لیکن وہ شرعی اصول وقواعد کے مطابق ہو، تو اس کو صرف متقدمین کے خلاف ہونے کی وجہ سے رَد کرنا درست نہیں۔

مگر آج بعض اہلِ علم حضرات اپنے مخصوص مزاج کی وجہ سے اولاً تو ایسی باتوں کا مطالعہ نہیں کرتے، اور کرتے بھی ہیں، تو ان چیزوں کو استثنائی اور شاذ باتیں سمجھ کر نظر انداز کردیتے ہیں۔

علامہ عبدالحیٔ لکھنوی کا علمی کمال

(25 رجب المرجب 1439 ہجری)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ نے اپنی ملفوظات میں علامہ عبدالحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ کی خدمات کی بڑی تعریف وتوصیف کی ہے کہ تقریباً چالیس سال کی محدود عمر میں انہوں نے دین کی بڑی خدمت کی، حضرت تھانوی رحمہ اللہ اپنے ایک ملفوظ میں فرماتے ہیں:

علامہ عبدالحیٔ لکھنوی نے اس تھوڑی سی عمر میں بہت کام کیا، سمجھ میں نہیں آتا، وقت میں بہت ہی برکت تھی، ہر فن سے مناسبت تھی، اور ہر فن کی خدمت کی (ملفوظاتِ حکیم الامت، ج۱، ص ۳۵۳، ملفوظ نمبر ۷۹ ۴، مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، تاریخ اشاعت: جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳)

ہم نے بھی علامہ لکھنوی رحمہ اللہ کے علمی کمالات کا ان کی بلند مرتبت تصنیفات ومقالات میں خوب مشاہدہ کیا، اور اپنی مختلف تصنیفات وتالیفات میں علامہ عبدالحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ کے کلام اور عبارات سے استفادہ کیا، لیکن آج ہمارے بہت سے اہلِ علم حضرات علامہ لکھنوی کی علمی خدمات کی قدر

وقیمت کا اندازہ کرنے سے قاصر ومحروم ہیں، بلکہ بعض حضرات کے جمود وعصبیت کا تو یہ حال ہے کہ ان کی متعدد تحقیقات پر تفرُّدات وغیرہ کا الزام لگا کر ان کی تحقیقات کی زَد سے اپنے جمود کو بچانا اور چھپانا چاہتے ہیں۔

بندہ نے ''تفرُّد کی حقیقت'' کے عنوان سے ایک مضمون لکھا ہے، جس میں اس قسم کے الزامات کا مفصلاً ذکر ہے۔

میز کرسی پر کھانے کا حکم

(25رجب المرجب1439ہجری)

کسی زمانے میں میز کرسی پر کھانا کھانا غیر مسلموں کے ساتھ تشبہ میں داخل ہو کر حرام وناجائز قرار دیا گیا تھا، کیونکہ اس کا مسلمانوں میں رواج نہیں تھا، مگر اب یہ عام ہو گیا ہے، جگہ جگہ ہوٹلوں، بازاروں، دوکانوں، دفتروں اور گھروں میں مسلم اور غیر مسلم کے امتیاز کے بغیر اس کا عموم ہو گیا ہے، اس لیے اب عرف بدل جانے کی وجہ سے حرام وناجائز نہیں ہوگا، اور تشبہ کے مسئلہ میں عرف کا بڑا دخل ہے۔

چنانچہ حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ ایک ملفوظ میں فرماتے ہیں:

میز کرسی پر کھانے کی قبح (اور برائی) میں بعض جگہ تأمُّل ہوتا ہے، کیونکہ اب ان مقامات پر عام طور سے مشہور اور عام ہو گیا ہے، اور عموم وشہرت کی وجہ سے تَشَبُّــہ سے نکل جائے گا، مگر پورا عام نہیں ہوا، اس لیے کچھ دل میں کھٹک سی رہتی ہے (ملفوظاتِ حکیم الامت، ج۲۶، الکلام الحسن، ص۱۰۴، مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، تاریخِ اشاعت: 1425ہجری)

میز کرسی پر کھانے سے متعلق یہ حالت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اپنے زمانہ میں بیان کی تھی، جب اس میں موجودہ دور کی طرح زیادہ عموم نہیں تھا، لیکن اب بہت زیادہ عموم ہو گیا ہے، لہٰذا اب اس میں وہ کھٹک باقی نہیں رہنی چاہیے، اور اس سلسلہ میں تشدد وسختی مناسب نہیں ہونی چاہیے، مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اہلِ علم حضرات کا ایک طبقہ عرف بدل جانے کے باوجود اب تک اس کے جواز میں تأمّل کرتا ہے، جبکہ اس قسم کے مسائل میں عرف کو نظر انداز کرنا درست نہیں ہوا کرتا۔

اپنے دشمن کے صحیح قول کو قبول کرنا حق پرستی ہے

(27 رجب المرجب 1439 ہجری)

حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ ایک ملفوظ میں فرماتے ہیں:

حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار مولوی یحییٰ صاحب سے فرمایا کہ بریلی سے جو رسائل آئے ہیں، وہ مجھ کو سنانا، تاکہ جو بات ہمارے اندر غلطی کی ہے، اس سے ہم رجوع کرلیں، انہوں نے کہا کہ ان میں گالیوں کے سوا اور کیا ہے۔

اس سے اندازہ ہوسکتا ہے ہمارے اکابر کی حق پرستی کا کہ اپنے دشمن کے صحیح قول کو قبول کرنے کو تیار ہیں (ملفوظاتِ حکیم الامت، ج۱۴، ص۱۴۶، ملفوظ نمبر۱۳۳، مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، تاریخِ اشاعت: 2000ء)

ملاحظہ فرمایئے کہ ہمارے اکابر جن کے ہم نام لیوا ہیں، وہ کس قدر حق پرست تھے کہ عقائد ونظریات وغیرہ میں بھی اپنی مخالفت کرنے والوں کے صحیح قول کو قبول کرنے اور اپنی اصلاح کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے تھے، حق پرستی کی دلیل یہی ہے۔ [1]

اور ایک موجودہ دور کے وہ حضرات ہیں، جو اِن حضراتِ اکابر کے نام لیوا ہیں، ہر وقت ان کی زبانیں ان اکابر کے نام اور ذکر سے تَر رہتی ہیں، لیکن وہ اس طرح اپنے اہلِ حق مخالفین کی کسی صحیح بات کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے، جو اہلِ باطل ہیں، ان کی صحیح بات کو تو کیا قبول کریں گے، یہی وجہ ہے کہ اہلِ حق فقہائے کرام ومحدثینِ عظام میں سے اگر اپنے موقف کے خلاف کوئی صحیح بات سامنے آتی ہے، اور اس کی دلیل بھی صحیح معلوم ہوتی ہے، تب بھی اس کو قبول کرنے کے لیے آمادہ اور تیار نہیں ہوتے، بلکہ طرح طرح کی تاویلات کرکے اس کو رَد کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اور اگر ان کے علاوہ کوئی دوسرا شخص، جو مذکورہ اکابر کا متبع ہو، وہ صحیح طرزِ عمل اختیار کرتا ہے، تو اس پر طرح طرح کے اعتراضات شروع کردیتے ہیں، مثلاً یہ اپنے اکابر کا متبع نہیں، اس میں تصلُّب

[1] والقول الحق الذی یقوم علیہ الدلیل یقبل من کل من قالہ (منھاج السنة النبویة لابنِ تیمیة، ج ۱ ص ۵۶، کلام عام عن الرافضة)

www.idaraghufran.org

نہیں، اس میں آزادی ہے، جو دوسروں کے حوالہ جات پیش کرتا ہے، یا ان کی بعض باتوں سے متاثر ہوجاتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔ اللہ اس طرح برائے نام اکابر کا متبع ہونے سے ہمیں محفوظ رکھے۔ آمین۔

اہلِ علم میں پیٹھ پیچھے برائی کا مرض

(28 رجب المرجب 1439ہجری)

فرمایا کہ آج کل پیٹھ پیچھے بُرائی کرنے کی عادت میں کئی علماء وصلحاء کہلائے جانے والے حضرات بھی مبتلا ہیں، جن میں بعض حضرات وہ بھی ہیں، جو دین اور علمِ دین کے عنوان سے اس عادت میں مبتلا ہوتے ہیں، اور کسی کی پیٹھ پیچھے ایسی برائی بیان کرنا یا ایسا عیب بیان کرنا، جو اس میں موجود ہو، اور وہ سنے تو اس کو اس سے ایذا پہنچے، یہ غیبت ہے، اور غیبت گناہ ہے، خواہ دین کے عنوان سے ہو، یا دنیا کے عنوان سے۔

لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اجتہادی وفقہی مسائل میں دوسرے سے اختلاف ہونے کی صورت میں دوسری رائے کے حامل شخص کی شان میں اس انداز میں زبان درازی کی جاتی ہے کہ جس کی شرعاً اجازت نہیں کہ دوسرے کے ذاتی عیوب کو بھی درمیان میں لایا جاتا ہے، اور دوسرے کی تذلیل و تحقیر کی جاتی ہے، جبکہ یہ طرزِ عمل تو عام مسلمان کی شان میں بھی جائز نہیں، چہ جائیکہ کسی فقیہ وعالم کی شان میں اس کو اختیار کیا جائے گا، اور اس کو گناہ کے زمرہ میں بھی داخل نہ مانا جائے، یہ نفس و شیطان کی تلبیس ہے کہ وہ بعض گناہوں کو نیکیوں کا رنگ چڑھا کر اور تلبیس کر کے حملہ کرتا ہے، اسی وجہ سے شیطان کا ایک نام ابلیس ہے۔

اہلِ علم حضرات کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے، اور انہیں اس سلسلہ میں سلف سے رہنمائی حاصل کرنی چاہئے کہ ان کا اجتہادی اور فقہی اختلافات میں ایک دوسرے کے متعلق کیا طرزِ عمل تھا، کیا ان میں ایک دوسرے سے اجتہادی وفقہی مسائل میں اختلاف ہونے پر اس طرح پیٹھ پیچھے بُرے انداز میں تبصروں کا رواج تھا، جو آج بعض علمی دنیا میں پایا جاتا ہے، ظاہر ہے کہ ہرگز نہیں تھا، ہمیں بھی ان حضرات کے نقشِ قدم پر چلنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

www.idaraghufran.org

مقالات ومضامین ترجمہ: مولانا محمد ریحان

روزہ میں جدید طبی صورتوں سے متعلق

''مجمعُ الفقہ الاسلامی'' کی قرارداد

''مجمعُ الفقہ الاسلامی'' کی مجلس، جو رابطہ عالمِ اسلامی کی شاخ ہے، اس کا تئیسواں اجلاس، 19 تا 23 صفر سنہ 1440ھ، بمطابق 28 اکتوبر تا یکم نومبر 2018 کو مدینہ منورہ میں منعقد ہوا، جس میں علاج معالجے کے قبیل سے مفسداتِ صوم سے متعلق قرارداد، نمبر 219(23/3) جو طے ہوئی، وہ درجِ ذیل ہے۔

بنیادی طور پر روزہ کو فاسد کرنے والا عمل جان بوجھ کر کھانا، پینا اور جماع کرنا اور جو کچھ اس معنیٰ میں ہے، اور جان بوجھ کر قی کرنا ہے۔

اور وہ جوف جس میں کسی چیز کے پہنچنے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے وہ (پیٹ کا) وہ حصہ ہے جو کہ حلق سے نیچے، نظامِ ہضم کی طرف ہے، اور وہ چیز معدہ کی طرف پہنچے، خواہ غذائی چیز ہو یا غیر غذائی چیز، معتاد طریقہ پر ہو یا غیر معتاد طریقہ پر ہو۔

(الف) جو چیزیں مفسدِ صوم نہیں، وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(1)......انہیلر، روزے کی صحت میں کوئی خلل پیدا نہیں کرتا، کیونکہ اس کا ربط و تعلق نظامِ تنفس سے ہے، اور محض جزءِ یسیر (اقلِ قلیل) غیر قابلِ ذکر درجے میں ضمناً ہی معدہ تک پہنچتا ہے، کلی کی تری یا مسواک کے اثرات جتنے معدے تک پہنچتے ہیں، اس سے بھی کم۔

(2)......روزہ دار کے جسم سے خون نکالنا، خواہ لیبارٹری تجزیہ وٹیسٹ کے لیے ہو، خواہ دوسرے کو عطیہ کرنے کے لیے ہو۔

(3)...... ہر وہ چیز جو مقعد اور دبر (Anal) کے مقام سے داخل کی جائے، جیسے حقنہ، سپوسیٹیز (Suppositories) کیمرہ اور مرہم وغیرہ۔ سوائے غذائی انجکشن (Nutrient Injection) کے۔ [1]

(4)...... بھوک کے احساس کو زائل کرنے کی سٹک (جس میں معدہ میں کوئی مائع چیز داخل نہیں ہوتی)

(5)...... چربی گھلانے کا ایسا عمل جو کہ بہنے والے غذائی اجزاء کے استعمالی عمل سے مطابقت نہ رکھتا ہو (یعنی وہ طریقہ معدہ میں کسی چیز کے پہنچنے کے عمل کے علاوہ اور طریقے سے چربی گھلانے کا ہو)

(6)...... مقعد یا دبر کے مقام میں کسی مرض کی تشخیص کے عمل میں کیمرہ وغیرہ کا داخل کرنا (Analoscopy) یا تشخیص کی غرض سے انگلی ڈالنا۔

(7)...... حجامہ کرانا (یعنی فصد کرانا اور پچھنے لگوانا)

(8)...... دن کے کسی حصہ میں درد کے احساس کو ختم کرنے کی خاطر (آپریشن کے لیے انجکشن وغیرہ سے) بے ہوش کرنا، اگرچہ بے ہوشی دن کے باقی حصہ میں بھی جاری رہے، اور اگرچہ بے ہوشی کا عمل روزہ کے دوران ہو، جب تک یہ بے ہوشی کسی مائع (لیکوڈ) چیز (جوف میں) پہنچانے سے نہ ہو۔

(ب) جو چیزیں مفسد صوم ہیں، وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(1)...... ہر وہ چیز جو منہ اور بلعوم حلقی سے متجاوز ہو کر نظامِ ہضم میں داخل ہو جائے، اور

---

[1] سپوسیٹیز (Suppositories) ایسی ٹھوس دوا ہے جو کہ بڑی آنت، اندام نہانی اور پیشاب گاہ کے ذریعے جسم کے اندر داخل کی جاتی ہے، یہ دوا اندر گھل اور گل کر جسم کے مختلف اجزاء میں سرایت کر کے بیماری کو دور کرتی ہے، ڈاکٹر اس دواء کو مریض کے لیے اس وقت تجویز کرتے ہیں جب اس مریض میں مندرجہ ذیل نقص پائے جائیں:

(۱) مریض ایسی حالت میں ہو کہ منہ کے ذریعے دوائی نہ لے سکے۔

(۲) مریض کسی بھی وجہ سے دواء نگل نہ سکتا ہو۔

(۳) مریض الٹیاں کر رہا ہو اور مائع دوا تک اس کے حلق سے نیچے نہ اتر سکتی ہو۔

(۴) نظامِ ہضم میں رکاوٹ کے باعث دوا کام نہ کر رہی ہو۔

(www.medicalnews.com/article323008.php)

www.idaraghufran.org

نظامِ ہضم میں وہ اعضاء یا حصے بھی شامل ہیں، جو خوراک کو آگے بھیجتے اور ہضم کرتے ہیں جیسے مری، خوراک کی نالی اور چھوٹی آنت۔

(2)...... ہر وہ چیز جو روزے دار کا جسم غذائیت کے طور پر کسی بھی طبعی منفذ سے اخذ کرے، اس لیے کہ یہ کھانے کے حکم میں ہے، اور روزے کے روح و مقصد کے منافی ہے، جیسا کہ غذائی انجکشن (Nutrient Injection) [۱]

(3)...... سانس اور دمے میں بھاپ کے ذریعے علاج، مفسدِ صوم ہے، اس لیے کہ اس سے معدہ تک پہنچنے والی مقدارِ دواء، قدرِ معفو سے زائد اور مقدارِ کثیر میں داخل ہے (بخلاف گزشتہ مذکور انہیلر کے)

(4)...... روزہ دار کے جسم میں روزہ کے دوران خون منتقل کرنا بوجہ پانی کے مقدارِ کثیر پر مشتمل ہونے کے۔ [۲]

(5)...... گردہ ڈائیلائسز کی دونوں قسمیں بوجہ اس صورت میں کثیر مقدار میں پانی، نمکیات اور گلوکوز معدہ میں داخل ہونے کے۔ [۳]

(6)...... خشک پاؤڈر پر مشتمل وہ کیپسول جو دمے کے سپرے میں استعمال ہوتے ہیں، اس لیے کہ یہ پاؤڈر جرم دار شکل میں ہوتا ہے، جو معدہ تک پہنچ جاتا ہے۔

(القرارات والتوصيات :الصادرة عن مجمع الفقه الاسلامى الدولى فى دورة مؤتمره الثالثة والعشرين ، المنعقدة فى المدينة المنورة، 23-19صفر1440هـ، الموافق:28اكتوبر01-نوفمبر 2018م، صفحة ٦ الىٰ ٨)

---

[۱] تاہم بہت سے اہلِ علم انجکشن سے علی الاطلاق روزہ ٹوٹنے کے قائل نہیں۔ محمد ریحان۔

[۲] ملحوظ رہے کہ انتقالِ خون جو کہ رگ کے ذریعہ سے ہوتا ہے، اس کے ذریعہ سے بیشتر علمائے ہندوستان و پاکستان روزہ ٹوٹنے کے قائل نہیں، ہمارے یہاں مشہور و مفتیٰ بہ قول بھی یہی ہے۔ محمد ریحان۔

[۳] تاہم بعض اہلِ علم اس کی بھی دونوں یا ایک صورت میں روزہ کے فاسد ہونے کے قائل نہیں۔ محمد ریحان۔

www.idaraghufran.org

مقالات ومضامین

مولانا شعیب احمد

نماز کی اہمیت اور ہماری غفلت (دوسری وآخری قسط)

سورہ ماعون میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ، الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ" (سورة الماعون رقم الآيات: ۴ و ۵)

"ہلاکت ہے ان نمازیوں کے لیے، جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں" (الماعون)

قرآن میں ایک اور جگہ جنتیوں اور جہنمیوں کا مکالمہ مذکور ہے۔ جنتی، جہنمیوں سے سوال کریں گے:

"مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ"

"کس چیز نے تمہیں جہنم میں پہنچادیا؟"

جہنمی جواب دیں گے:

"لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ" (سورة المدثر: ۴۲ و ۴۳)

"ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے" (سورہ مدثر)

فرض نماز کو نہ پڑھنا یہ اتنا خطرناک ہے کہ انسان کو جہنم کے گڑھے تک پہنچا سکتا ہے، اور جہنم ایسی جگہ نہیں کہ وہاں ایک پل بھی ٹھہرا جا سکے۔ ہمارے ہاں جب شدت کی گرمی پڑتی ہے تو ہم اسی سے بلبلا اٹھتے ہیں اور دعائیں کرنے لگتے ہیں کہ یا اللہ رحمت کی بارش عطا فرمادیں، اے پروردگار موسم ٹھنڈا کر دیجیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"فإن شدة الحر من فيح جهنم" (مسلم، رقم الحديث: ۶۱۵، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب استحباب الإبراد بالظهر فى شدة الحر لمن يمضى إلى جماعة، ويناله الحر فى طريقه)

"بے شک (دنیا میں) گرمی کی شدت، جہنم کی حرارت (اور تپش کی وجہ) سے ہوتی ہے" (مسلم)

www.idaraghufran.org

جہنم کی تپش اور حرارت تو ہم سے برداشت ہوتی نہیں جہنم کی آگ کیسے برداشت کریں گے؟
ہماری مساجد میں جمعہ کی نماز میں کتنی تعداد ہوتی ہے۔کیا اللہ نے ہم پر صرف جمعہ کی نماز فرض کی ہے؟ کیا اللہ نے ہم پر فقط عید کی نماز فرض کی ہے؟ یا کیا نماز کو صرف رمضان میں فرض قرار دیا گیا ہے؟ اللہ نے تو دن میں پانچ نمازیں بلکہ پانچ بھی نہیں، اللہ نے تو یومیہ پچاس نمازیں فرض کی تھیں۔معراج کی رات میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پچاس نمازوں کا تحفہ دیا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب اللہ کے ہاں سے واپس لوٹے تو رستے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام ملے اور پوچھا کہ اللہ نے آپ کی امت پر کیا چیز فرض فرمائی؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا پچاس نمازیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا آپ کی امت اس کی پابندی نہیں کر سکے گی مجھے بنی اسرائیل کا تجربہ ہو چکا ہے واپس جائیے اور تعداد میں کمی کروائیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم واپس پلٹے اور تعداد میں کمی کروائی۔ پچاس سے پینتالیس کردی گئیں۔واپس پلٹے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر وہی بات دہرائی اور مزید کمی کروانے کا کہا۔ یہ ماجرا ہوتا رہا، پینتالیس سے چالیس، چالیس سے پینتیس اور پھر مزید کم ہوتی گئیں حتیٰ کہ پانچ رہ گئیں۔اللہ نے فرمایا ہمارے ہاں جو بات ہو جائے وہ پھر تبدیل نہیں ہوا کرتی نمازیں بے شک ہم نے پانچ کر دی ہیں مگر ثواب پچاس کا ہی ملے گا۔ جبکہ حضرت موسی علیہ السلام ابھی بھی مُصر تھے کہ مزید کم کروائیے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب مزید کم کرواتے ہوئے حیا آتی ہے۔ [1]

اللہ نے ہم پر پچاس نمازیں فرض کی تھیں۔اللہ نے ہمیں اس کا اہل سمجھا تھا کہ میرے بندے تو ایسے ہیں کہ اگر انہیں ایک دن میں پچاس نمازیں بھی پڑھنی پڑیں تو ہنسی خوشی پڑھ لیں گے، بعد میں پچاس سے پانچ ہوگئیں۔اب اگر ہم یہ پانچ بھی نہ پڑھیں تو کتنی محرومی کی بات ہے۔

اور آخر وقت ہی کتنا لگتا ہے پانچ نمازوں کی ادائیگی میں؟ اڑھائی گھنٹے یا تین گھنٹے؟ ایک لمحہ کو مان لیتے ہیں کہ ساڑھے تین گھنٹے لگتے ہیں۔جس اللہ نے ہمیں یہ ساٹھ ستر سالہ زندگی عطا فرمائی، آج ہم اتنے مصروف ہو گئے کہ اس اللہ کو اپنے چوبیس گھنٹوں میں سے ساڑھے تین گھنٹے دینے کے

[1] صحیح مسلم ،رقم الحدیث: ۱۶۳ ،کتاب الایمان ، باب الإسراء برسول الله صلی الله علیه وسلم إلی السماوات، وفرض الصلوات.

www.idaraghufran.org

لیے بھی تیار نہیں۔

کتنی مخلوق ہے اللہ کی.....؟سات ارب تو صرف انسان بستے ہیں اس دنیا میں۔صرف ایک میں یا آپ ہی بندے نہیں ہیں اللہ کے، بلکہ سات ارب بندے ہیں اس عظیم رب کے۔ پھر بندوں کے علاوہ اور کتنی مخلوق ہے ۔ جانور، پرندے، حشرات الارض، پودے، درخت، کھیت، پہاڑ، دریا، سمندر، فرشتے، جنات، سورج، چاند، ستارے، سیارے اور بہت سی وہ مخلوق جس تک انسان ابھی رسائی نہیں پا سکا۔ اللہ اپنی اتنی مخلوق میں ہمیں نہیں بھولتا اور ہمارا ایک ہی رب ہے ہم پھر بھی اس کو بھول جاتے ہیں۔

نماز کے متعلق اپنے اس طرزِ عمل پہ ہمیں سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔ہمیں سوچنا چاہیے کہ جس اللہ نے ہم پر اتنے احسانات کیے کہ شکر ادا کرنا تو درکنار قرآن کہتا ہے:

"وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لا تُحْصُوها" (سورة النحل ، رقم الآية :١٨)

"اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو نہیں گن سکتے" (النحل)

جس اللہ نے اتنی نعمتیں دی ہوں کہ جن کا شمار بھی ممکن نہیں ،کیا انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ وہ رب جب ہمیں اپنے در پہ سجدہ ریز ہونے کے لیے بلائے تو ہم انکار کر دیا کریں؟ نماز میں غفلت کی اس روش کو خدا کے لیے اب تو چھوڑ دینا چاہیے۔

اللہ مجھ سمیت تمام مسلمانوں کو نماز کی پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

اقبال ٹریڈرز
ہمارے ہاں پلاسٹک، اسٹیل، آفس فرنیچر اور کمپیوٹر ٹیبل کی ورائٹی دستیاب ہے
اس کے علاوہ المونیم کی کھڑکیاں اور دروازے، سیلنگ ، بلائنڈز، وال پیپر، ونائل فلور ٹائل بھی دستیاب ہیں
بالمقابل چوک کوہاٹی بازار مری روڈ راولپنڈی
فون 5962705--5503080

مقالات ومضامین

ماسٹر عبدالحلیم احقرؔ

نہ مرغا ہمیں بناؤ جی

ہم نرم و نازک بچے ہیں	ہم قول و عمل کے سچے ہیں
ہم علم و ہنر کے شیدائی	خوب پیار سے ہمیں پڑھاؤ جی

ہم بندے ہیں حیوان نہیں
نہ مرغا ہمیں بناؤ جی

ہم شوق سے پڑھنے آتے ہیں	بچے بہک بھی جاتے ہیں
نرمی سے ہمیں سمجھاؤ جی	لاٹھی نہ یوں برساؤ جی

ہم بندے ہیں حیوان نہیں
نہ مرغا ہمیں بناؤ جی

لاٹھی سے خوف سا آتا ہے	پڑھنے سے جی گھبراتا ہے
مارو گے پڑھنا چھوڑ دیں گے	نہ ہم کو مار بھگاؤ جی

ہم بندے ہیں حیوان نہیں
نہ مرغا ہمیں بناؤ جی

ہم ہیں حق سچ کی پہچان	اپنے مکتب کی ہیں شان
اس کی شان بڑھاؤ جی	نہ ننھے دل دکھاؤ جی

ہم بندے ہیں حیوان نہیں
نہ مرغا ہمیں بناؤ جی

ہم خلیق مؤدب ہیں	گنوار نہیں مہذب ہیں
مئے الفت پلاؤ جی	مُطیع ہم کو بناؤ جی

Idara Ghufran

ہم بندے ہیں حیوان نہیں
نہ مرغا ہمیں بناؤ جی

ہم ہیں دیس کا مستقبل
دیس ہے اپنا جان و دل
دیس سے پیار سکھاؤ جی
اچھا شہری بناؤ جی

ہم بندے ہیں حیوان نہیں
نہ مرغا ہمیں بناؤ جی

Awami Poultry
Hole sale center
پروپرائیٹر: پرویز اعوان
عوامی پولٹری ہول سیل سینٹر
ہمارے ہاں مرغی کا مکمل سپیئر پارٹس دستیاب ہے، مثلاً گردن، پوٹا کلیجی، وینگ، لیگ پیس اور بون لیس وغیرہ دستیاب ہیں
تھوک وپرچون ہول سیل ڈیلر
نیز شادی بیاہ میں مال منڈی ریٹ پر دستیاب ہے
مین روڈ، رتہ امرال، راولپنڈی 0336-5478516 0321-5055398

ٹوپی کی شرعی حیثیت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم، صحابۂ کرام، تابعین، محدثین وفقہائے کرام سے ٹوپی پہننے کا ثبوت، عمامہ کے بغیر ٹوپی پہننے کے سنت ہونے اور مشرکین کا طریقہ نہ ہونے کی بحث، ٹوپی کے اوپر علماء وصلحاء کے رومال اوڑھنے کی حیثیت، ننگے سر رہنے اور گھومنے پھرنے اور ننگے سر نماز پڑھنے کے مروجہ طریقہ پر مدلل ومفصل کلام، اور اس سلسلہ میں پیش کردہ شبہات کا ازالہ، اور چند اہم متعلقہ مسائل

مصنّف: مفتی محمد رضوان

بسلسلہ : تاریخی معلومات مولانا طارق محمود

ماہِ ذوالقعدۃ: نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ ذیقعدہ ۸۰۵ھ: میں حضرت شیخ الاسلام علامہ سراج الدین ابوحفص عمر بن رسلان بن نصیر بن صالح بن شہاب بن عبدالخالق کنانی شافعی کی وفات ہوئی۔

(طبقات الحفاظ للسیوطی، ص۵۴۳،ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج۲ ص ۲۴۰)

□......ماہِ ذیقعدہ ۸۰۵ھ: میں حضرت تقی الدین ابوزید عبدالرحمٰن بن ابی الخیر محمد بن ابی عبداللہ محمد بن محمد بن عبدالرحمٰن حسینی فاسی مکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج۲ ص ۱۰۰)

□......ماہِ ذیقعدہ ۸۰۶ھ: میں گورنر شہاب الدین احمد بن شیخ علی کا انتقال ہوا۔

(المنہل الصافی والمستوفی بعد الوافی لیوسف بن تغری، ج۱ ص ۴۲۵)

□......ماہِ ذیقعدہ ۸۰۹ھ: میں حضرت شمس الدین محمد بن معالی بن عمر بن عبدالعزیز حرانی حلبی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج۱ ص۲۶۷)

□......ماہِ ذیقعدہ ۸۱۸ھ: میں حضرت علی بن احمد بن محمد بن سالم بن علی زبیدی مکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ للسیوطی، ج۲ ص ۱۴۴)

□......ماہِ ذیقعدہ ۸۲۱ھ: میں حضرت شرف الدین ابوالطاہر محمد بن محمد بن عبداللطیف بن احمد بن محمود بن ابی الفتح ربعی تکریتی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج۱ ص ۲۳۵)

□......ماہِ ذیقعدہ ۸۲۶ھ: میں حضرت قاضی القضاۃ سالم بن احمد مقدسی مصری حنبلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(المنہل الصافی والمستوفی بعد الوافی لیوسف بن تغری، ج۵ ص ۳۷۹)

□......ماہِ ذیقعدہ ۸۲۸ھ: میں حضرت شمس الدین محمد بن العیار حموی نحوی کا انتقال ہوا۔

(المنہل الصافی والمستوفی بعد الوافی، ج۱ ص ۲۸۹)

□......ماہِ ذیقعدہ ۸۳۰ھ: میں حضرت علاء الدین عمر بن حجی بن موسیٰ بن احمد بن سعد حسبانی سعدی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج۲ ص ۲۳۵)

www.idaraghufran.org

□......ماہِ ذیقعدہ ۸۴۳ھ: میں حضرت علی بن محمد بن سعد بن محمد بن علی بن عثمان بن اسماعیل حلبی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع للشوکانی، ج ا ص ۴۷۷)

□......ماہِ ذیقعدہ ۸۵۰ھ: میں حضرت شہاب الدین احمد بن رجب بن طیبغا مجدی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(بغیة الوعاة فی طبقات اللغویین والنحاة للسیوطی، ج ا ص۳۰۷،المنھل الصافی والمستوفی بعد الوافی لیوسف بن تغری، ج ا ص۲۹۷)

دُرود وسلام کے فضائل واحکام

مسنون وماثور درود وسلام کے عظیم الشان فضائل وفوائد، درود وسلام کے مخصوص مواقع اوران کی فضیلت واہمیت، درود وسلام کے متعلق شرعی احکام، اورمنکرات، درود وسلام کے مسنون وماثور صیغے اورغیر مسنون صیغوں وطریقوں کی نشاندہی، اوردرود وسلام سے متعلق بعض احادیث وروایات کی اسنادی حیثیت پر کلام

مصنف: مفتی محمد رضوان

عدنان احمد خان

0345-5067603

الفہد فوڈز کوکنگ سنٹر

دوکان نمبر K-93، ظفر الحق روڈ، نزد بوبی پان شاپ، کمیٹی چوک، راولپنڈی

فون: 051-5961624

علم کے مینار

مفتی غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں و کاوشوں پر مشتمل سلسلہ

اسلامی فقہ کی ابتدائی تاریخ وترویج (قسط2)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں شرعی احکام کا دارومدار کتاب اللہ یعنی قرآن، اور سنتِ رسول اللہ یعنی حدیث کی صورت میں وحی الٰہی کے ارشادات و ہدایات پر تھا، اور غیر منصوص مسائل میں رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم کی آراء واقوال کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آراء و اقوال سے بھی کام لیا جاتا تھا، خصوصاً عہدِ رسالت میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم دینی امور میں مشورہ اور فتویٰ دیا کرتے تھے۔

فقہ کی ابتداء

سب سے پہلے اس منصب کو جس ذات نے قائم کیا، وہ سید المرسلین، امام المتقین، خاتم النبیین نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی ذاتِ مقدسہ ہے، جو کہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ وحی پر امین ہیں، اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ ہیں۔
نبی علیہ الصلاۃ والسلام، اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ وحی کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے، جس کا ذکر اللہ احکم الحاکمین نے خود قرآن مجید میں ذکر فرمایا ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

وَيَسْتَفْتُوْنَکَ فِی النِّسَاءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِی الْكِتَابِ (سورة النساء، رقم الآية 127)

ترجمہ: اور لوگ آپ سے عورتوں کے متعلق فتوی طلب کرتے ہیں، آپ کہہ دیجیے (اے نبی ﷺ) اللہ تمہیں ان کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے، اور (ساتھ ہی) وہ احکام بھی یاد دلاتا ہے، جو تمہیں اس کتاب میں پڑھ کر سنائے جا رہے ہیں (سورہ نساء)

اور سورہ نساء میں ہی ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے کہ:

یَسۡتَفۡتُوۡنَکَ قُلِ اللّٰهُ یُفۡتِیۡکُمۡ (سورة النساء، رقم الآية 176)

ترجمہ: یہ لوگ آپ سے فتویٰ طلب کرتے ہیں، آپ فرما دیجئے (اے نبی کہ) اللہ تمہیں فتوی دیتا ہے......(سورہ نساء)

یعنی شرعی احکام ومسائل کا مرجع سب سے پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات ہی ہے کہ جس نے وحی کے ذریعہ ان احکام کو نبی کے واسطے سے لوگوں کی طرف نازل فرمایا۔

اوراس طرح ان احکام کی تدوین وترویج سب سے پہلے نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے ہوتی ہے، اور کیوں نہ ہو؟ جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود قرآن مجید میں اس کا حکم دیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے کہ:

فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِیۡلًا (سوره نساء، رقم الآية 59)

ترجمہ: پھر اگر تمہارے درمیان کسی بات میں تنازع ہوجائے، تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ، اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو، یہی ایک صحیح طریق کار ہے، اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے (سورہ نساء)

مذکورہ آیت میں کسی پوشیدہ امر کے بارے میں قرآن وسنت کی طرف رجوع کرنے کا حکم ہے، نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی حیات مبارکہ میں تو صحابۂ کرام اس طرح کے مسائل واحکام آپ سے پوچھ لیا کرتے تھے، اور آپ وحی کے ذریعہ اپنے صحابہ کو بتلا دیا کرتے تھے، مگر نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی وفات کے بعد چونکہ وحی کا سلسلہ موقوف ہوگیا، اس لیے اس قسم کے مسائل میں قرآن وسنت میں غور وفکر کرنے کا حکم دیا گیا، اور اس سلسلہ میں صحابہ کرام اور خاص طور پر خلفائے راشدین کی اتباع کا حکم دیا گیا، جو کہ قرآنی ہدایت یافتہ اور سرٹیفائیڈ (Certified) ہیں۔ [1]

اوراسی طرح وہ احکام کہ جن کا وجود بعد کے زمانے میں ہوا، ان کی بابت فقہاء وائمہ نے اپنے اپنے طور پر قیاس اور اجتہاد کیا، اور قیاس واجتہاد کرنے کا یہ حکم بھی دراصل اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ ہی ہے۔

---

[1] یحیی بن أبی المطاع، قال: سمعت العرباض بن سارية يقول: قام فينا رسول الله — صلى الله عليه وسلم — ذات يوم، فوعظنا موعظة بليغة.........وسترون من بعدى اختلافا شديدا، فعليكم بسنتى وسنة الخلفاء الراشدين المهديين، عضوا عليها بالنواجذ، (سنن ابن ماجه، رقم الحديث 42)

www.idaraghufran.org

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

وَلَوْ رَدُّوْهُ إِلَى الرَّسُوْلِ وَإِلٰى أُوْلِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا (سورة النساء، رقم الآية 83)

ترجمہ: اور اگر یہ لوگ بات کو رسول اور اولوالامر کے سامنے پیش کرتے، تو جو لوگ ان میں سے بات کی تہہ تک پہنچنے والے ہیں، تو وہ اس کی حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیتے، اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی، تو تھوڑے سے لوگوں کے سوا تم شیطان کی اتباع کرنے لگتے (سورہ نساء)

مذکورہ آیت میں بھی نئے اور پیش آمدہ مسائل میں قرآن وسنت کی طرف رجوع کرنے کا حکم ہے، اور اس کے بعد فقہاء، علماء، ائمہ اور امت کے سرکردہ اور صاحبِ اختیار لوگوں کی طرف رجوع کرنے کا حکم ہے، تاکہ وہ ان مسائل میں غور وفکر کرسکیں، اور اجتہاد واستنباط کے ذریعہ ان مسائل کا حل پیش کرسکیں۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ:

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوْا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ

(سورة التوبة، رقم الآية 122)

ترجمہ: اور یہ تو نہیں ہوسکتا کہ (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) تمام مسلمان روانہ ہوجائیں، پس ایسا کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلتی، تاکہ وہ دین میں سمجھ بوجھ (یعنی تفقہ) حاصل کرتی، اور جب وہ اپنی قوم کی طرف لوٹتی تو ان کو اللہ کے عذاب سے ڈراتی، سو اس طرح وہ گناہوں سے بچ سکتے (سورہ توبہ)

مذکورہ آیت میں جہاں جہاد فی سبیل اللہ کی ترغیب دی جارہی ہے، وہیں ساتھ ہی اس بات سے بھی منع کیا جارہا ہے کہ تمام مسلمان میدانِ جہاد کی طرف نہ نکلیں، بلکہ مسلمانوں کے ہر گروہ میں سے کچھ لوگ دین وفقہ کا علم حاصل کرنے کے لیے بھی نکلیں، تاکہ وہ اپنی باقی ماندہ قوم کو اللہ اور اس کے

رسول کے نازل کردہ احکامات سے آگاہ کرسکیں، اوراس طرح دوسرے لوگ اپنے دنیاوی واُخروی معاملات درست کرسکیں اوردنیاوآخرت کی کامیابی حاصل کرلیں۔

اسی طرح قرآن مجید میں لگ بھگ دومقامات پر عام مسلمانوں کواہلِ علم واہلِ ذکرحضرات سے رجوع کرنے کاحکم دیا گیاہے، چنانچہ سورہ نحل میں اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے کہ:

فَاسْأَلُوْا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (سورة النحل، رقم الآية 43 وسورة الانبياء، رقم الآية ۷)

ترجمہ: پس تم سوال کرواہلِ ذکر سے، اگرتم (کسی معاملہ کی بابت) نہ جانتے ہو(الانبیاء)

مذکورہ آیت اہلِ علم حضرات سے سوال واستفسار کرنے کے حکم میں صریح ہے۔

اور پھر اللہ اوراس کے رسول کے بعد اہلِ علم، ائمہ وفقہاء اورامت کے سرکردہ حضرات کی اتباع کا حکم بھی نازل فرمایا، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَأُوْلِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ (سورة النساء، رقم الآية 59)

ترجمہ: اے ایمان والو! اطاعت کرواللہ کی، اوراطاعت کرورسول کی، اوراطاعت کرو ان لوگوں کی بھی جوتم میں سے صاحبِ اختیار ہوں (سورہ نساء)

اس کے برعکس جولوگ قرآن وسنت میں غوروفکرنہ کرتے ہوں، اوردینِ اسلام کے بتائے ہوئے احکام کے متعلق ٹیڑھ پن کا شکار ہوں، اورائمہ وفقہاء کی اتباع سے روگردانی کرتے ہوں، اور مسلمانوں کے راستہ سے ہٹ کرالگ راستے پر چلتے ہوں، تو ان کے متعلق قرآن مجید میں غم وغصہ کا اظہار کیا گیا، اورایسے لوگوں کو بھٹکا ہوا قرار دیا گیاہے، اورسخت عذاب کی وعید بھی سنائی گئی ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيْرًا (سورة النساء، رقم الآية 115)

ترجمہ: اور جوشخص رسول کی مخالفت کرے، بعداس کے کہ اس پر ہدایت واضح ہوچکی،

www.idaraghufran.org

اور مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کسی اور راستہ پر چلے، تو ہم بھی اس کو اسی راستہ پر چلائیں گے، اور ہم اس کو جہنم میں داخل کریں گے، اور (جہنم) بہت برا ٹھکانہ ہے (سورہ نساء)

مذکورہ آیت میں نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی اتباع سے منہ پھرنے والے کے متعلق سخت وعید کا ذکر ہے، اور ساتھ ساتھ اس شخص کے متعلق بھی اس وعید کا ذکر کیا گیا، جو کہ مسلمانوں کے راستہ، یا امت کے سوادِ اعظم سے ہٹ کر کسی الگ راستہ پر چلے، اور اس سلسلہ میں امت کے سرکردہ ائمہ وفقہاء کی اتباع سے گریز کرے۔

اور ایک دوسرے پر مقام قرآن مجید میں غور وفکر نہ کرنے والوں سے یوں شکوہ بھی کیا گیا ہے کہ:

أَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ أَقْفَالُهَا (سورة محمد، رقم الآية 24)

ترجمہ: کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے (لگے ہوئے) ہیں۔

مذکورہ آیات اپنے احکام میں صریح ہیں، جن کو مدّنظر رکھتے ہوئے، صحابہ کرام پیش آمدہ مسائل کے متعلق نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے دریافت کیا کرتے تھے، اور اس سلسلہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فتاویٰ ''جوامع الکلم'' اور خطاب کے اعلیٰ ترین مقام پر مشتمل ہوا کرتے تھے، اور ان کی اتباع اور تقلید تمام سب مسلمانوں پر واجب ہوا کرتی ہے، اور کسی کے لیے ان سے عدول جائز نہیں ہوتا۔

اور بہت سارے مسائل میں نبی علیہ الصلاۃ والسلام بھی اپنے صحابہ سے بھی مشورہ لیا کرتے تھے، اور بعض دفعہ ان حضرات کے پیش کردہ آراء پر عمل بھی کیا گیا۔

مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابۂ کرام اللہ اور اس کے حکم کے مطابق خود قرآن و سنت میں غور وفکر کیا کرتے تھے، اور اس طرح بعض مسائل پر صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کا اجماع ہوا، اور بعض مسائل میں صحابۂ کرام نے اپنے اپنے طور پر اجتہاد وقیاس کیا، اور پھر تابعین و تبع تابعین اور سلف حضرات نے ان صحابۂ کرام سے منقول ان اقوال کو، اپنے اپنے اجتہادات کی روشنی میں اخذ کیا، اور اس طرح فقہ اسلامی کی تدوین وترویج باقاعدہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام اور صحابۂ کرام کے زمانے میں شروع ہو چکی تھی، جس کو تابعین و تبع تابعین اور دیگر ائمہ وفقہاء نے اپنے اپنے نہج پر آگے بڑھایا۔ (جاری ہے)

www.idaraghufran.org

تذکرۂ اولیاء حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (قسط28) مفتی محمد ناصر

اولیاء کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

عمر رضی اللہ عنہ کا نماز، تلاوت اور طواف کے دوران رونا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صفات اور آپ کے اخلاق میں خشیت اور خوفِ آخرت بھی اعلیٰ درجے کا تھا، چنانچہ خوفِ آخرت اور خشیتِ الٰہی کے غلبہ سے آپ کا نماز، تلاوتِ قرآن اور بیتُ اللہ کے طواف کے دوران رونا بھی ثابت ہے۔

عمر رضی اللہ عنہ کا نماز وتلاوتِ قرآن کے دوران رونا

جلیلُ القدر تابعی عبداللہ بن شداد رحمہ اللہ سے روایت ہے:

سمعت نشيج عمر، وأنا فى آخر الصفوف يقرأ: إنما أشكو بثى وحزنى إلى الله (بخارى، باب إذا بكى الإمام فى الصلاة)

ترجمہ: میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے رونے کی (سینہ میں گھومنے والی) آواز سنی، اور میں آخری صفوں میں تھا، اور عمر رضی اللہ عنہ (سورہ یوسف کی) اس آیت کی قرائت کررہے تھے:

إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللهِ

میں اپنے رنج وغم کی فریاد صرف اللہ سے کرتا ہوں (بخاری)

اور مصنف ابنِ ابی شیبہ کی روایت میں ہے:

سَمِعْتُ نَشِيجَ عُمَرَ وَأَنَا فِي آخِرِ الصُّفُوفِ فِي صَلاةِ الصُّبحِ وَهُوَ يَقْرَأُ: إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللهِ (مصنف ابن ابى شيبة، رقم الحديث ٣٥٨٥، ما يقرأ فى صلاة الفجر، مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ٢٧١٦)

ترجمہ: میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے رونے کی (سینہ میں گھومنے والی) آواز سنی، اور

Idara Ghufran
www.idaraghufran.org

میں صبح کی نماز میں آخری صفوں میں تھا، اورعمر رضی اللہ عنہ (سورہ یوسف کی) اس آیت کی قرائت کررہے تھے:

إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللهِ

میں اپنے رنج وغم کی فریاد صرف اللہ سے کرتا ہوں (مصنف ابن ابی شیبہ)

اورعلقمہ بن وقاص (تابعی) سے روایت ہے:

كان عمر يقرأ في صلاة عشاء الآخرة بسورة يوسف وأنا في مؤخر الصفوف حتى إذا ذكر يوسف سمعت نشيجه (مصنف ابن ابی شیبة، رقم الحديث ٣٦٦٧٩، ما قالوا في البكاء من خشية الله، مصنف عبدالرزق، رقم الحديث ٢٧٠٣)[1]

ترجمہ: عمر رضی اللہ عنہ عشاء کی نماز میں سورہ یوسف کی قرائت کررہے تھے، اور میں آخری صفوں میں تھا، یہاں تک کہ جب (قرائت میں) یوسف علیہ السلام کا ذکر آیا، تو میں نے آپ کے رونے کی (سینہ میں گھومنے والی) آواز سنی (مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قرآن کی تلاوت کے وقت رونے کا ذکر اور بھی احادیث میں مروی ہے۔

چنانچہ حسن سے روایت ہے:

كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَمُرُّ بِالآيَةِ فِي وِرْدِهِ فَتَخْنُقُهُ الْعَبْرَةُ فَيَبْكِي حَتَّى يَسْقُطَ ، ثُمَّ يَلْزَمَ بَيْتَهُ حَتَّى يُعَادَ ، يَحْسِبُونَهُ مَرِيضًا (مصنف ابن ابی شيبة، رقم الحديث ٣٥٥٩٨، كتاب الزهد، كلام عمر بنِ الخطّاب رضى الله عنه)

ترجمہ: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (تلاوت کے دوران) کسی آیت پر پہنچتے، تو آپ کی ہچکی بندھ جاتی، پس آپ اتنا روتے کہ گر جاتے، یہاں تک کہ آپ گھر کے ہو کے رہ

[1] قال المحقق عبد العزيز بن محمد بن عبد المحسن: عبد الرزاق: المصنف، وإسناده صحيح، وابن أبي شيبة: المصنف، وأورده ابن الجوزى مناقب (محض الصواب فى فضائل أمير المؤمنين عمر بن الخطاب لابن المبرد الحنبلى المتوفى:909 هـ، ج٢، ص٦١٤، الباب السادس والخمسون، بكائه)

www.idaraghufran.org

جاتے، آپ کی عیادت کی جاتی، اور لوگ آپ کو مریض خیال کرنے لگتے (مصنف ابنِ ابی شیبہ مترجم، جلد۱۰، صفحہ۴۹۷، کتاب الزہد، کلام عمر بن خطاب) [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورانِ تلاوت رونے کا مضمون دیگر محدثین نے بھی نقل کیا ہے۔ [2]

مذکورہ احادیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نماز میں قرآن کی تلاوت کے دوران رونے کا ذکر ہے، اور اس رونے کے لئے احادیث میں ''نشیج'' کا لفظ استعمال ہوا ہے، ''نشیج'' عربی لغت میں ایسے رونے کی آواز کو کہا جاتا ہے، جو بلا تکلف سینہ میں پیدا ہوتی ہے، اُردو میں ایسے رونے کو ہچکی بندھنے سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز کی تلاوت میں انتہائی خشوع اور تدبُّر شامل ہوتا تھا۔

فقہائے کرام نے نماز میں رونے کی مختلف صورتیں اور حالات بیان فرمائے ہیں، جن کا حکم بھی مختلف ہے، چنانچہ نماز میں رونا اگر کلامُ اللہ میں غور وفکر اور تدبر کی وجہ سے یا اللہ تعالیٰ کی خشیت کی وجہ سے، یا جنت دوزخ کے ذکر سے بلا تکلُّف واقع ہوا ہو، جبکہ رونا بغیر آواز کے ہو، تو یہ اچھا عمل ہے۔

اور نماز میں رونا اگر کسی تکلیف یا دنیاوی مصیبت اور غم کی وجہ سے ہو، اور رونے کی آواز بھی اونچی ہونے کی وجہ سے ظاہر ہو رہی ہو، اور اُس آواز میں حروف ادا ہو رہے ہوں، تو اس طرح رونے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

---

[1] اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ومعتبر ہیں۔

(ملاحظہ ہو: سیر اعلام النبلاء، تحت ترجمة عفان بن مسلم بن عبد الله البصری الصفار، رقم الترجمة ٦٥، ج ١٠، ص ٢٤٢)

اور جعفر بن سلیمان، ہشام اور حسن تینوں صحیح مسلم کے رجال میں سے ہیں۔

حدثنا أبو بكر بن أبی شيبة، حدثنا عبد الأعلى، عن هشام، عن الحسن، عن عبد الرحمن بن سمرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تحلفوا بالطواغی، ولا بآبائكم (مسلم، رقم الحديث ٦"١٦٤٨")

[2] (ملاحظہ ہو: مختصر قيام الليل وقيام رمضان، لأبی عبد الله محمد بن نصر بن الحجاج المروزی، 202 294 ـھ، باب البكاء عند قرائة القرآن تقدم قوله: إن هذا القرآن نزل بحزن فإذا قرأتموه فابكوا إلى آخره، صفحه ١٤٢، شعب الايمان، ج٣، ص ٤١٤)

اور نماز میں حروف کی ادائیگی کی آواز کے ساتھ رونا اگر اللہ تعالیٰ کے خوف اور خشیت کے بغیر ریاء اور دِکھلاوے کی وجہ سے تکلُّف کرکے ہو، تو یہ نماز توڑ دینے والا اور بُرا عمل ہے۔ [1]

عمر رضی اللہ عنہ کا طواف کے دوران رونا

ابوعثمان نہدی سے روایت ہے:

أنَّ عـمـرَ بن الخطاب كان يطوفُ بالبيت وهو يبكى، ويقول: اللهمَّ إن كـنـتَ كَتَبتـنا عندک فى شِقوة وذنب، فإنَّک تمحو ما تشاء وتُثبِتُ، وعـنـدک أُمُّ الكتاب، فاجعلها سعادةً ومغفرةً (مسند الفاروق لابن كثير، رقم الحديث ۸۴۱، من سورة الرعد، حلية الاولياء للاصبهانى، ج۴، ص۱۰۳، إسناد حسن)

ترجمہ: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیتُ اللہ کا طواف کرتے ہوئے رورہے تھے، اور یہ دعاء کررہے تھے:

الـلهـمَّ إن كنتَ كَتَبتنا عندک فى شِقوة وذنب، فإنَّک تمحو ما تشاء وتُثبِتُ، وعندک أُمُّ الكتاب، فاجعلها سعادةً ومغفرةً.

اے اللہ! اگر آپ نے ہمیں اپنے پاس بدنصیب اور گنہ گار لکھ رکھا ہے، تو آپ جو چاہیں مٹائیں اور جو چاہیں باقی رکھیں، اور آپ کے پاس اُمُّ الکتاب ہے، پس آپ اُس (ہماری تقدیر) کو خوش نصیب اور معاف شُدہ بنادیں (مسند فاروق)

---

[1] يرى الحنفية أن البكاء فى الصلاة إن كان سببه ألما أو مصيبة فإنه يفسد الصلاة؛ لأنه يعتبر من كلام الناس، وإن كان سببه ذكر الجنة أو النار فإنه لا يفسدها؛ لأنه يدل على زيادة الخشوع، وهو المقصود فى الصلاة، فكان فى معنى التسبيح أو الدعاء .ويدل على هذا حديث الرسول صلى الله عليه وسلم أنه كان يصلى بالليل وله أزيز كأزيز المرجل من البكاء.وعن أبى يوسف أن هذا التفصيل فيما إذا كان على أكثر من حرفين، أو على حرفين أصليين، أما إذا كان على حرفين من حروف الزيادة، أو أحدها من حروف الزيادة والآخر أصلى، لا تفسد فى الوجهين معا، وحروف الزيادة عشرة يجمعها قولک: أمان وتسهيل.وحاصل مذهب المالكية فى هذا: أن البكاء فى الصلاة إما أن يكون بصوت، وإما أن يكون بلا صوت، فإن كان البكاء بلا صوت فإنه لا يبطل الصلاة، سواء أكان بغير اختيار، بأن غلبه البكاء تخشعا أو لمصيبة، أم كان اختياريا ما لم يكثر ذلک فى الاختيارى.وأما إذا كان البكاء بصوت، فإن كان اختياريا فإنه يبطل الصلاة، سواء كان لمصيبة أم لتخشع، وإن كان بغير اختياره، بأن غلبه البكاء تخشعا لم يبطل، وإن كثر، وإن غلبه البكاء بغير تخشع أبطل (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۸، ص۱۷۰، وص۱۷۱، مادة "بكاء"، البكاء فى الصلاة)

پیارے بچو! مولانا محمد ریحان

مصروف، بہت زیادہ مصروف!

پیارے بچو! تین دوست تھے جن کا نام ماجد، حسن اور محمد تھا۔ وہ روزانہ ایک ساتھ سکول جاتے تھے اور سکول سے واپس آ کر عصر کے بعد ایک ساتھ کھیلتے تھے۔ ایک دن ماجد سکول سے ملا ہوا گھر کا کام ختم کرنے میں مصروف ہو گیا۔ اور اس کے گھر کا کام یہ تھا کہ وہ پانی پر چلنے والی ایک کشتی کی تصویر بنائے، اور اگلے ہی دن اسے اپنے استاذ کو یہ تصویر دکھانا تھی۔

اچانک حسن ماجد کے کمرے میں آیا۔ اس نے اپنے ہاتھ میں سفید کاغذ کے ٹکڑے اور کاغذ کے بنے چھوٹے جہاز اٹھائے ہوئے تھے۔ اس بات کا حسن کو پتا بھی نہیں چلا کہ ماجد کیا کام کر رہا ہے اس نے فوراً ماجد سے کہا: ''کیا آپ میرے ساتھ کاغذ کے جہاز بنوا دو گے؟'' حسن چاہ رہا تھا کہ ماجد اس کے ساتھ نکلے اور کاغذ کے جہاز بنائے اور ان جہازوں کے ساتھ وہ دونوں پارک میں کھیلیں۔ لیکن ماجد اپنے کام میں منہمک اور مصروف تھا۔

ماجد اپنی کاپی پر پانی کی کشتی کی تصویر بنا رہا تھا اور کشتی کے بارے میں سوچ جا رہا تھا۔ ماجد جب بھی کوئی کام کرتا تو اس کے بارے میں اتنا سوچتا کہ اسے آس پاس کا پتا ہی نہ لگتا کہ کیا ہو رہا ہے۔ اکثر وہ آسمان پر ستارے دیکھتا اور دیکھتے دیکھتے ان میں گم ہو جاتا۔ یہی کچھ سوچتے ہوئے ماجد نے بڑبڑاتے ہوئے اور تیزی سے جواب دیا کہ ''نہیں''۔

حسن کے چہرے پر تنگی اور پریشانی کے آثار ظاہر ہونے لگے، اور اسے کچھ سمجھ نہ آیا کہ وہ کیا کرے، کیونکہ اس سے پہلے اسے اس قسم کی حالت کا تجربہ نہ ہوا تھا۔

حسن کو اس بات کا علم ہو گیا کہ ماجد بہت زیادہ مصروف ہے؛ اور وہ بھی اتنا کہ اس کے لیے کسی دوسرے کی بات سننا بھی ممکن نہیں، لیکن اس کے لیے یہ بات مناسب نہ تھی کہ وہ اپنے اتنے قریبی دوست کو ایسے واپس بھیجتا۔

حسن نے اپنے جی ہی جی میں کہا ''ماجد نے اتنا روکھا پن کیوں اختیار کیا؟ اس نے تو مجھے بٹھایا تک

www.idaraghufran.org

نہیں''

یہ سوچ کر کسی بھی طرح حسن ماجد کے گھر سے نکلا اور محمد کے گھر کی طرف روانہ ہوگیا۔

جب وہ محمد کے گھر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ محمد بھی سکول سے ملا گھر کا کام ختم کرنے میں مصروف ہے۔اس نے محمد سے کہا:

''کیا آپ میرے ساتھ کاغذ کے جہاز بنانا پسند کروگے؟ تا کہ ان سے ہم کھیلیں''

محمد نے کاپی کے صفحوں سے اپنا سر اٹھایا اور تھوڑا سا مسکرایا اور جواب دیا:

''شکریہ، مجھے ابھی گھر کا کام ختم کرنا ہے کیونکہ یہ کام کل مجھے استاذ جی کو دکھانا ہے۔''

دیکھو، ماجد اور محمد دونوں کا جواب ایک طرح کا تھا لیکن دونوں کا طریقہ مختلف تھا۔ پہلا طریقہ غیر مہذّب اور روکھا تھا جبکہ دوسرا مہذب اور دل خوش کردینے والا تھا۔حسن نے محمد سے کہا:

''جی بہتر، میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔''

حسن کو محمد کی بات ایک دم محسوس نہ ہوئی، اسے محمد کا انداز پسند آیا؛ کیونکہ محمد نے اسے بڑبڑاتے ہوئے اور جلدی میں جواب نہ دیا تھا۔حسن بہت خوش ہوا، وہ محمد کی جانب بیٹھ گیا اور آرام سے کاغذ کے جہاز بنانے میں مصروف ہوگیا۔

پیارے بچو! جب آپ کو آپ کا کوئی دوست ایسی بات کہے یا ایسا کام کہے جس میں آپ کو دلچسپی نہ ہو تو آپ مسکراتے ہوئے چہرے سے یوں کہیں''شکریہ، میں ابھی یہ نہیں کرنا چاہتا یا میں مصروف ہوں''اس طرح آپ کا اپنے دوست سے تعلق اور مضبوط ہوجائے گا۔

پیارے بچو

چھوٹے بچوں اور بچیوں کے لئے اسلامی باتیں، دلچسپ کہانیاں، مفید قصّے ، سچّے واقعات ، بچپن کی زندگی گزارنے کے آداب اور کھیلنے کودنے کے اچھے طریقوں پر مشتمل، مختلف ومتفرق دلچسپ مضامین کا مجموعہ

مصنِّف: مفتی محمد رضوان

بزمِ خواتین (عورت کا تقدس اور حقوق نسواں کا فریب: قسط17) مفتی طلحہ مدثر

شادی اور نکاح میں خواتین کے اختیارات (قسط2)

معزز خواتین! یہ ذکر چل رہا تھا کہ نکاح میں مناسب رشتہ آ جانے کے بعد بلاوجہ تاخیر کرنا شرعاً نا پسندیدہ ہے اور معاشرے کے فساد اور بگاڑ کا ذریعہ ہے، اسی سلسلہ میں مزید تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

رشتہ کے انتخاب کا معیار

اسلام خواتین پر نکاح کے معاملے میں بے جا قسم کی کوئی پابندی نہیں لگاتا البتہ کچھ اصول طے کرتا ہے، جن کو کسی طرح سے فطرت کے خلاف نہیں کہا جا سکتا اور نہ ہی سختی سے تعبیر کیا جا سکتا، اسلام کے علاوہ ہر مذہب میں کچھ پابندیاں ہوتی ہیں، پس اسلام پر پابندی اور سختی کا یکطرفہ الزام لگانا قرینِ انصاف نہیں ہے، خاوند کے انتخاب میں سب سے پہلے دین کا نمبر ہے چنانچہ ایک مسلمان عورت کسی غیر مسلم سے شادی نہیں کر سکتی اسلام میں اس کی ہرگز اجازت نہیں ہے خواہ وہ غیر مسلم اہلِ کتاب مثلاً یہودی، عیسائی ہو یا پھر غیر اہل کتاب مثلاً ہندو، کمیونسٹ وغیرہ، یہ شرط لازمی ہے جس میں عورت کو کوئی اختیار نہیں ہے، اگرچہ اہلِ کتاب عورت سے مسلمان مرد کا شادی کرنا جائز ہے گو بہتر نہیں ہے، لیکن اس کے برعکس مسلمان عورت کا اہلِ کتاب مرد سے نکاح جائز نہیں، جس کی وجہ خود اس لڑکی سے ہی ہمدردی اور اس کے دین کی حفاظت ہے، کیونکہ اللہ نے شوہر کو بیوی پر فوقیت دی ہے اور شوہر کے کسی دوسرے مذہب سے ہونے کی صورت میں عورت کو اپنے مذہب پر قائم رہنا دشوار ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے یہ راستہ بند فرما دیا۔

پھر اسلام رشتہ میں جوڑ اور ہم پلہ ہونے کو اہمیت دیتا ہے تاکہ مستقبل میں زوجین یا ان کے سرپرستوں کو کسی قسم کی دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے، لیکن جوڑ اور ہم پلہ جگہ رشتہ کرنے کو مسلط کرنے کے بجائے لڑکی اور اس کے والدین، سرپرستوں وغیرہ کی صوابدید پر چھوڑتا ہے، کیونکہ بعض اوقات

ایسا مناسب رشتہ بھی لڑکی کے لیے آجاتا ہے کہ جو اگرچہ جوڑ اور ٹکر کا تو نہیں لیکن باقی اس میں سو طرح کی خوبیاں ایسی ہوتی ہیں جو ہم پلہ رشتوں میں بھی میسر نہیں آتیں، ایسی صورتحال میں اگر سرپرست چاہیں تو لڑکی کی اجازت سے نکاح کر سکتے ہیں، البتہ صرف سرپستوں کی یکطرفہ رضامندی کافی نہیں، ہم پلہ اور جوڑ ہونے میں ہم مذہب یعنی مسلمان ہونے کے علاوہ یہ چند چیزیں ماہرینِ شریعت نے متعین کی ہیں، دینداری، مالداری، پیشہ اور نسب وخاندان وغیرہ میں ہم پلہ ہونا، اگر ان چیزوں میں یکساں ہونے کو پیشِ نظر رکھا جائے تو اسباب کے دائرہ میں زوجین کے رشتہ میں تباہ ناکام ہونے کا بہت حد تک سدِ باب ہو جاتا ہے۔

ان امور میں ہم پلہ ہونے کے علاوہ اور بھی خوبیاں ہیں جس کو رشتہ کرتے وقت لڑکی کے پیشِ نظر رہنا چاہیے مثلاً لڑکا محبت کرنے والا ہو، ذمہ دار ہو، خوبصورت ہو، عمر کا ایسا بے جا تفاوت نہ ہو جو باہم مشکلات کا سبب بنے، خاندان سے باہر کا ہو، تا کہ خدانخواستہ تباہ نہ ہونے کی صورت میں خاندان میں قطع تعلقی اور اختلافات پیدا نہ ہوں وغیرہ وغیرہ یہ ساری صفات ایسی ہیں کہ ان کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے لیکن یہ بات بعید ہے کسی ایک فرد میں یہ ساری خوبیاں جمع ہوں، گو ممکن ہے لہذا اگر ان میں سے کوئی ایک یا ساری خوبیاں کسی میں نہ ہوں اور لڑکی ولی کی رضامندی سے وہاں شادی کرلے تو نکاح ہو جائے گا اور اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے، اسلام کو چھوڑ کر اگر ان سارے اوصاف کو لڑکی نظر انداز کر دے اور ولی بھی راضی ہو تو بھی شرعاً نکاح معتبر ہے۔

معاشرے میں رشتہ کا طریقہ کار

سب سے پہلے تو والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ جب لڑکی نکاح کی عمر کو پہنچ جائے تو خود سے اچھے رشتے اس کے سامنے پیش کریں، ''پیش کریں'' کا لفظ میں نے اس لیے استعمال کیا ہے کہ اس میں قبول کرنے اور رد کرنے کا اختیار ہوتا ہے، جبکہ ہمارے یہاں رشتہ پیش نہیں کیا جاتا بلکہ مسلط کیا جاتا ہے، خواہ اس رشتہ میں کتنی ہی خامیاں کیوں نہ ہوں، لڑکی کو کتنا ہی ناپسند کیوں نہ ہو، اس کی زندگی برباد ہی کیوں نہ ہو جائے لیکن لڑکی کی رائے کو کوئی ذرہ برابر اہمیت نہیں دی جاتی، جان لیجیے

یہ طریقہ اسلام کا نہیں ہے اگر کوئی اپنی علاقائی روایات پر ملمع سازی کرکے اسے اسلام کا حکم دے تو یہ ان کا اپنا معاملہ ہے، اسلام میں رشتہ مسلط کرنے کا حکم نہیں ہے اور ائمہ اربعہ سمیت کسی امام کے نزدیک بالغ لڑکی پر کسی ایسے رشتہ پر جسے وہ ناپسند کرتی ہو زور زبردستی نہیں کی جاسکتی، پھر اس پر مزید یہ کہ اگر لڑکا بذات خود اچھی صفات کا حامل نہ ہو، دیندار نہ ہو، بد خلق ہو، غیر ذمہ دار ہو وغیرہ وغیرہ لیکن اس کا تعلق لڑکی کی ماں یا باپ کے خاندان سے یا کسی قریبی گھرانے سے ہو تو پھر مزید ظلم ڈھائے جاتے ہیں، اس کو اپنی عزت، برادری کا اور ناک اونچی کرنے کا مسئلہ بنالیا جاتا، لڑکی پر دباؤ ڈالا جاتا ہے اس کو خواہی ناخواہی رضامند کرنے کے جتن کیے جاتے ہیں، جس سے اکثر اوقات لڑکی وقتی طور پر رضامند ہوجاتی ہے، لیکن دلی رضامندی نہ ہونے کی وجہ سے رشتہ پائدار نہیں ہوتا یا تو ختم ہوجاتا ہے، طلاق تک نوبت آجاتی ہے یا بس یونہی بے مزہ زندگی گزرتی ہے۔

یاد رکھیے! یہ طریقہ غیر اسلامی اور فطرت کے خلاف ہے، جس سے ہمارے ملک میں شائد ہی کوئی خاندان بچا ہو کیا دیندار اور کیا دنیادار ہر جگہ ہی ابتر حالت ہے، جب تک زوجین کے آپس میں دلی میلان نہ ہو، اس رشتہ کا لطف حاصل ہونا ممکن نہیں، ایسی صورت میں صرف رسمی رشتہ برقرار رہتا ہے اس کی روح باقی نہیں رہتی، ایسی زور زبردستی سے اجتناب لازمی ہے۔

پسند کی شادی کرنا

ہمارے معاشرے میں اس مسئلہ میں بہت غلط فہمی ہے، بے حس معاشرہ چونکہ ہر شعبہ میں ہی روبزوال ہے اس لیے نکاح کے معاملہ میں افراط اور تفریط ہے، بعض خاندان ایسے ہیں کہ لڑکی اگر اپنی پسند کا اظہار کردے تو یہی اس کو ناحق قتل کردینے کے لیے کافی وجہ ہے اور اس پر مزید یہ کہ اس کو غیرت کا نام دیا جاتا، گویا کہ پسند کی شادی ہی کوئی گناہ ہے، اس کے برعکس بعض خاندان ایسے ہیں جو اپنی بچیوں کو بالکل ہی آزاد چھوڑ دیتے ہیں ان کی کسی قسم کی رہنمائی نہیں کرتے پھر لڑکیاں عمر بھر کے لیے اپنی زندگی کے غلط فیصلہ پر پچھتاتی ہیں، اگرچہ پہلی قسم یا اس سے ملتے جلتے افراد کی تعداد ہمارے ملک میں زیادہ ہے لیکن اس کے ردعمل میں دوسری قسم کے واقعات میں بھی اضافہ دیکھنے میں آرہا ہے۔

بالغ کنواری لڑکی سے مشاورت کرنا

نبی علیہ السلام جو کہ رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجے گئے تھے، آپ نے صنف نازک پر احسان فرمایا، نکاح کے معاملات میں گھر والوں اور والدین کو اس بات کی واضح الفاظ میں تاکید فرمائی کہ بالغ لڑکی سے مشاورت کی جائے اور اس کی رائے معلوم کی جائے، چنانچہ ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا تنكح الأيم حتى تستأمر، ولا تنكح البكر حتى تستأذن، قالوا: يا رسول الله، وكيف إذنها؟ قال: أن تسكت (صحيح مسلم، رقم الحديث ٦٤، ١٤١٩)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "غیر شادی شدہ لڑکی سے مشورہ لیے بغیر اس کا نکاح نہ کیا جائے، اور کنواری سے اجازت لیے بغیر اس کا نکاح نہ کیا جائے"، صحابہ نے پوچھا "یا رسول اللہ! اس کی اجازت کیسے ہوگی؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "(اس کی اجازت یہ ہے) کہ وہ خاموش ہو جائے" (مسلم)

ایک اور حدیث میں نبی علیہ السلام کا ارشاد مروی ہے کہ:

الثيب أحق بنفسها من وليها، والبكر تستأمر، وإذنها سكوتها (صحيح مسلم، رقم الحديث ٦٧، ١٤٢١، باب استئذان الثيب فى النكاح بالنطق، والبكر بالسكوت)

ترجمہ: ایسی عورت جس سے صحبت کی جا چکی ہو، اپنے معاملے میں اپنے ولی سے زیادہ حقدار ہے، اور کنواری عورت سے مشورہ لیا جائے گا اور اس کی اجازت اس کی خاموشی ہے (مسلم)

مذکورہ احادیث میں واضح الفاظ میں لڑکیوں سے ان کی رائے لینے کا اور مشورہ کرنے کا حکم ہے، جبکہ ہمارے معاشرے میں اول تو رائے لی نہیں جاتی بلکہ اطلاع دی جاتی ہے کہ فلاں دن فلاں شخص سے نکاح ہے، اور اگر کوئی بے چاری لڑکی اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کر دے تو اس کو بے ادب، بے شرم، بے حیا اور نہ جانے کن کن الفاظ سے یاد کیا جاتا، جس کا ردِ عمل یہ ہوا کہ معاشرے میں بگاڑ پیدا

ہوگیا اور گھر والوں کی اجازت کے بغیر گھر سے فرار ہو کر شادی کرنے کے واقعات میں اضافہ ہوگیا، ایسے معاملات میں غلطی دونوں طرف سے ہوتی ہے، جہاں نوجوانوں کا فیصلہ غلط ہے وہاں ان کو یہاں تک پہنچانے میں بہت بڑا ہاتھ ان کے گھر والوں اور معاشرے کا ہے۔

اسلام قطعاً اس بات سے منع نہیں کرتا کہ لڑکی اپنی پسند کی شادی کرے، البتہ اس چیز کے بارے میں واضح راستہ فراہم کرتا ہے کہ انتخاب اوصاف وصفات کے پیشِ نظر ہونا چاہیے نہ کہ وقتی جذبات سے مغلوب ہو کسی کے شیشہ میں اتارنے سے دھوکہ کھا کر، پھر پسند کے بعد شادی کا طریقہ بتلاتا ہے، چنانچہ اولاً تو یہ ذمہ داری والدین کی ہے کہ وہ اپنی اولاد کی پسند ناپسند کو سمجھیں اور غلط قدم اٹھانے کا موقع فراہم نہ کریں، لیکن اگر والدین کی توجہ نہ ہو اور کسی طرف میلان ہو تو اولاد کو چاہیے کہ والدین کو اس کی اطلاع دیں، اور والدین کو چاہیے کہ بچوں کی خواہش کو اہمیت دیں، اگر ان کی خواہش میں کوئی نقص نہیں ہے تو صرف اس وجہ سے اس کو نظر انداز نہ کریں کہ اس کا انتخاب آپ کی پسند سے مختلف ہے یا خاندان سے باہر ہے، یہ انتخاب کے غلط ہونے کا معیار نہیں ہے، صرف اسی وجہ سے بچی کی رائے کو رد نہ کریں کہ آپ کا اپنی بچی کی شادی کسی اور جگہ کرنے کا ارادہ ہے، بلکہ اپنی خواہش پر اولاد کی خواہش کو ترجیح دیں، زندگی اس نے گزارنی ہے آپ نے نہیں، اور اس کے اطلاع دینے کی حوصلہ افزائی کریں نہ کہ اس کو طعنے دیدے کر ماردیں، اور اگر اولاد کا انتخاب ناقص ہے یا اس میں کوئی کمی ہے تو اس کو احسن طریقہ سے واضح کریں نہ یہ کہ آپ بذات خود انتخاب کرنے کو ہی غلط قرار دیں۔

نیز اولاد کو بھی یہ بات سمجھنی چاہیے کہ عمر کے جس حصہ سے ہم گزر رہے ہیں اس میں ناتجربہ کاری کہ وجہ سے دھوکہ کھانے اور جذبات کے عروج پر ہونے کی وجہ سے ان سے مغلوب ہو کر غلط فیصلہ کرنے کا امکان قوی ہوتا ہے، اس لیے والدین کی رائے کو اہمیت دیں جس میں ہمارے لیے خیر ہوگی اور اگر والدین کے انتخاب میں کوئی نقص ہو تو پہلے ہی کھلے دل سے ان پر واضح کردیں، ان کو کسی قسم کے دھوکہ میں نہ رکھیں، اگر وقتی طور مشکل ہو تو برداشت کریں، کوئی غلط قدم نہ اٹھائیں، جس سے ساری عمر والدین کو یا خود آپ کو رسوائی کا سامنا کرنا پڑے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ والدین اور اولاد دونوں کو ایک دوسرے کی بات خندہ پیشانی سے سمجھنے اور قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(جاری ہے............)

بھیک مانگنے پر وعید

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حَتّٰى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ فِيْ وَجْهِهٖ مُزْعَةُ لَحْمٍ (رقم الحديث 1040"104")

ترجمہ: آدمی لوگوں سے سوال کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا، کہ اس کے چہرے میں گوشت کا کوئی حصہ نہیں ہوگا (مسلم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

لَأَنْ يَّغْدُوَ أَحَدُكُمْ فَيَحْطِبَ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَيَتَصَدَّقَ بِهٖ وَيَسْتَغْنِيَ بِهٖ مِنَ النَّاسِ خَيْرٌ لَهٗ مِنْ أَنْ يَّسْأَلَ رَجُلًا أَعْطَاهُ أَوْ مَنَعَهٗ ذٰلِكَ فَإِنَّ الْيَدَ الْعُلْيَا أَفْضَلُ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى (مسلم، رقم الحديث 1042"106")

ترجمہ: تم میں سے کوئی صبح کو نکل جائے، پھر اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کی گٹھری لاد کر لائے، پھر اس کو صدقہ کردے، اور اس کی وجہ سے لوگوں سے مستغنی ہو جائے (یعنی اس کو فروخت کر کے اپنی ضرورت پوری کرلے، اور لوگوں سے سوال نہ کرنا پڑے) یہ بہتر ہے، اس سے کہ وہ کسی آدمی سے سوال کرے، جو اس کو دے دے یا اسے منع کردے، پس بے شک اوپر والا (یعنی سوال نہ کرنے بلکہ دینے والا) ہاتھ نیچے والے (یعنی سوال کرنے والے) ہاتھ سے افضل ہے (مسلم)

Savour Foods®
● RAWALPINDI
Gordon College Road
Tel: 5532556-8,Fax: 5531923
● ISLAMABAD
Blue Area
Tel:2348097-9
● Lahore
Shama Chowk
Ferozpur Road
Tel: 37422635,37422640
● Pindi Cricket Stadium
Tel:4855019 , 4855021
● Melody Food Park
Tel:2873300
www.savourfoods.com.pk

مسلمان کی جان ومال کا احترام ہر حال میں لازم ہے

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں جو خطبہ دیا، اس میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:

لَا یَحِلُّ لِامْرِءٍ مِّنْ مَالِ أَخِیْہِ إِلَّا مَا أَعْطَاہُ مِنْ طِیْبِ نَفْسٍ.

ترجمہ: کسی شخص کے لئے اس کے مسلمان بھائی کا کوئی بھی مال حلال نہیں، سوائے اس کے کہ اس نے خوشدلی سے دیا ہو (سننِ کبریٰ بیہقی، حدیث نمبر11524)

اور حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

لَا یَحِلُّ لِلرَّجُلِ أَنْ یَّأْخُذَ عَصَا أَخِیْہِ بِغَیْرِ طِیْبِ نَفْسِہٖ وَذٰلِکَ لِشِدَّۃِ مَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ مَالِ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ

(مسند أحمد، رقم الحدیث 23605)

ترجمہ: کسی مسلمان کے لئے یہ بات حلال نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی لاٹھی بھی بغیر اس کی خوشدلی کے لے، اور یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کے مال کے احترام کو سختی کے ساتھ لازم کردیا ہے۔

یعنی کسی مسلمان کی کوئی چیز، اس کی دلی اجازت کے بغیر دوسرے مسلمان کے لیے حلال نہیں، اور مسلمان کی مملوکہ چیز کا احترام ہر حال میں لازم ہے، مسلمان کو تکلیف پہنچانا، یا اسے ظلم وغیرہ کا نشانہ بنانا، یا اس کے مال کی چوری وڈکیتی کرنا، قبیح ترین عمل وگناہ ہیں، جو بغیر اس کے معاف کیے، معاف نہیں ہوتے۔

قبروں کو پختہ اور عبادت گاہ بنانے کی ممانعت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم أَنْ يُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَأَنْ يُّقْعُدَ عَلَيْهِ وَأَنْ يُّبْنٰی عَلَيْهِ (مسلم)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو پختہ بنانے اور اس پر عمارت بنانے اور اس پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے (مسلم، حدیث نمبر 940''94'')

حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

أَلاَ وَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوْا يَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ وَصَالِحِيْهِمْ مَسَاجِدَ أَلا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ إِنِّیْ أَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ .

ترجمہ: خبردار ہو جاؤ، تم سے پہلے لوگوں نے اپنے نبیوں اور ولیوں کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا تھا، خبردار ہو جاؤ، تم قبروں کو عبادت گاہ مت بنانا، میں نے تم کو اس سے منع کر دیا ہے (مسلم، حدیث نمبر 532''23'')

مذکورہ اور اس جیسی دیگر احادیث میں خرابیوں سے بچتے ہوئے قبروں کی زیارت اور قبرستان میں حاضری کی اجازت دی گئی ہے، اور کچھ احکام بھی نازل فرمائے، لہٰذا ان احکام کو مدّ نظر رکھتے ہوئے قبروں پر حاضری دینی چاہیے، اور صاحبِ قبر کے لئے دعا کرنی چاہیے، اور وہاں جا کر کوئی خلافِ شریعت حرکت نہیں کرنی چاہیے، اور قبروں کو پختہ وغیرہ بنانے سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔

CANNON PRIMAX PLUS
15 سالہ گارنٹی
051-5517039
0300-8559001
نذیر سنز
Cannon not selling a mattress but a good night sleep
418-خان بلڈنگ بابو بازار، صدر راولپنڈی

زنا اور شراب جیسے بدترین گناہ کی حالت میں رات گزارنے پر دنیاوی عذاب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

یُمْسَخُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِیْ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ قِرَدَۃً وَخَنَازِیْرَ ، قِیْلَ :یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، وَیَشْھَدُوْنَ أَنْ لَّا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ، وَأَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ، وَیَصُوْمُوْنَ؟ قَالَ :نَعَمْ ، قِیْلَ :فَمَا بَالُھُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ :یَتَّخِذُوْنَ الْمَعَازِفَ وَالْقَیْنَاتِ وَالدُّفُوْفَ، وَیَشْرَبُوْنَ الْأَشْرِبَۃَ، فَبَاتُوْا عَلٰی شُرْبِھِمْ وَلَھْوِھِمْ، فَأَصْبَحُوْا قَدْ مُسِخُوْا قِرَدَۃً وَخَنَازِیْرَ (حلیۃ الاولیاء)

ترجمہ: آخری زمانے میں میری امت کے کچھ لوگوں کو بندر اور خنزیر کی شکل سے مسخ کردیا جائے گا، عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا وہ لوگ اللہ کی توحید اور آپ کے رسول ہونے کی گواہی دیں گے، اور روزے رکھیں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی ہاں۔عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! اُن کے کیا اعمال ہوں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ گانے بجانے کے آلات اختیار کریں گے، اور گانے والی (عورتیں اور چیزیں) رکھیں گے، اور ڈھول، اور دَف رکھیں گے، اور شرابیں پییں گے، تو وہ شراب پی کر اور لہو ولعب کی حالت میں رات گزاریں گے، پھر اس حال میں صبح کریں گے کہ ان کو بندر اور خنزیر کی شکلوں میں مسخ کردیا گیا ہوگا (حلیۃ الأولیاء لأبی نُعیم الأصبھانی، حدیث نمبر8)

نیو عباسی الیکٹرونکس
بااختیار ڈیلر
Dawlance
CORONA
UNITED
فریج، ڈیپ فریز، واشنگ مشین، جوسر، استری، گیزر، کچن کی تمام ورائٹی
بہترین ہوم سروس دی جاتی ہے
Deals in: All kind of Electric & Gas Appliances
شہناز پلازہ، چاندنی چوک، مری روڈ راولپنڈی۔فون: 051-4906381, 0321-5365458

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

کعبہ کو دیکھنے کے وقت دعاء کا حکم (قسط2)

(فصل نمبر2)

رؤیتِ کعبہ پر دعا کی روایات

بعض روایات ایسی ہیں کہ جن میں بیتُ اللہ کو دیکھنے یا مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے وقت مخصوص اور مختصر دعاؤں کا تو ذکر پایا جاتا ہے، لیکن ہاتھ اٹھانے کا ذکر نہیں پایا جاتا، نہ ہی صرف پہلی مرتبہ مسجدِ حرام میں داخل ہونے یا پہلی مرتبہ بیتُ اللہ پر نظر پڑتے وقت، لمبی لمبی دعاؤں کی قیود و تخصیصات کا ذکر پایا جاتا، اس طرح کی روایات کی کچھ تفصیل ملاحظہ فرمائیے۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت

امام طبرانی نے حضرت حذیفہ بن اَسِید کی سند سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیتُ اللہ کو دیکھتے تھے، تو یہ دعاء پڑھتے تھے کہ:

"اَللّٰھُمَّ زِدْ بَیْتَکَ ھٰذَا تَشْرِیْفًا وَتَعْظِیْمًا وتَکْرِیْمًا وَبِرًّا وَمَھَابَۃً" [1]

مذکورہ حدیث میں بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت درجِ بالا مختصر دعا پڑھنے کا تو ذکر ہے، لیکن اس موقع پر ہاتھ اٹھانے کا ذکر نہیں۔

اور دیکھنے کے لئے پہلی مرتبہ یا دوسری مرتبہ کی قید بھی مذکور نہیں، اسی طرح بیت اللہ میں داخل ہوتے وقت کی بھی قید نہیں۔

---

[1] حدثنا محمد بن موسى الأبلي المفسر، ثنا عمر بن يحيى الأبلي، ثنا عاصم بن سليمان الكوزى، عن زيد بن أسلم، عن أبى الطفيل، عن حذيفة بن أسيد أن النبى صلى الله عليه وسلم كان إذا نظر إلى البيت قال: اللهم زد بيتک هذا تشريفا وتعظيما وتكريما وبرا ومهابة(المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ٣٠٥٣)

بلکہ اصل روایت کے الفاظ''کان اذا نظر الی البیت'' کے ہیں،جن سے ظاہر تکرارِنظر کے ساتھ تکرارِدعا کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

لیکن اس سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ مذکورہ حدیث کی سند میں ایک راوی''عاصم بن سلیمان کوزی'' پائے جاتے ہیں،جن کو علامہ ہیثمی نے''متروک'' قرار دیا ہے۔ [1]

اورابنِ ملقن نے''البدر المنیر'' میں فرمایا کہ''عاصم بن سلیمان کوزی'' کو محدثین نے''جھوٹا'' قرار دیا ہے۔ [2]

اورعلامہ ابنِ حجر نے''نتائجُ الافکار'' میں فرمایا کہ:

''عاصم بن سلیمان'' کے بارے میں بعض فقہاء کو یہ گمان ہوگیا کہ یہ''عاصم الاحول'' ہیں،جن کی''صحیحین'' میں احادیث پائی جاتی ہیں،لہٰذا انہوں نے اس روایت کو ابنِ جریج کی دوسری روایت پر ترجیح دے دی،حالانکہ ان فقہاء کا یہ گمان واقع کے مطابق نہیں،کیونکہ یہ''عاصم بن سلیمان'' دوسرے ہیں،جن کو''الکوزی'' کہا جاتا ہے،محدثین نے ان کو''ضعفاء'' میں ذکر کیا ہے،اوران کو''متھم بالکذب'' قرار دیا ہے،بلکہ بعض نے ان کے متعلق''حدیث گھڑنے'' کی تصریح کی ہے'' [3]

---

[1] عن حذیفة بن أسید أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان إذا نظر إلی البیت قال " :اللھم زد بیتک ھذا تشریفا وتعظیما وتکریما وبرا ومھابة.

رواہ الطبرانی فی الکبیر والأوسط، وفیہ عاصم بن سلیمان الکوزی، وھو متروک(مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۵۴۶۲ ،باب ما یقول إذا نظر إلی البیت)

[2] عن حذیفة بن أسید أن النبی -صلی اللہ علیہ وسلم -کان إذا نظر إلی البیت قال :اللھم زد بیتک ھذا تشریفا وتعظیما وتکریما وبرا ومھابة .وعاصم (ھذا) کذبوہ(البدر المنیر ، لابن الملقن ،ج۶،ص ۱۷۴ ،باب دخول مکة وما یتعلق بہ،الحدیث الرابع)

[3] قال الطبرانی فی الأوسط :لا یروی عن حذیفة إلا بھذا الإسناد، تفرد بہ عمر بن یحیی.

قلت :وفیہ مقال .وشیخہ عاصم بن سلیمان ظن بعض الفقھاء أنہ الأحول المخرج لہ فی الصحیحین فرجح ھذہ الطریق علی طریق ابن جریج، ولیس کما ظن، بل عاصم بن سلیمان ھذا آخر یقال لہ الکوزی -بضم الکاف وسکون الواو بعدھا زای منقوطة -نسبة إلی قبیلة، نسبہ ھکذا الطبرانی لما أخرج حدیثہ ھذا فی المعجم.وذکروہ فی الضعفاء واتھموہ بالکذب، وصرح بعضھم بأنہ یضع الحدیث(نتائج الأفکارفی تخریج أحادیث الأذکار،کتاب أذکار الحج،آخر المجلس السادس بعد الخمسمئة)

www.idaraghufran.org

ابنِ جریج کی دوسری روایت، جس کا علامہ ابنِ حجر نے مذکورہ عبارت میں حوالہ دیا، وہ آگے الگ فصل میں آتی ہے۔

شیخ ناصرالدین البانی صاحب نے حضرت حذیفہ کی مذکورہ حدیث کے ایک دوسرے راوی ''**عمر بن یحییٰ الایلی**'' کے متعلق ابنِ عدی سے ''**سارقُ الحدیث**'' ہونا نقل کیا ہے، اور ''**عاصم بن سلیمان الکوزی**'' کو مذکورہ راوی سے زیادہ ''**شریر**'' اور ''**واضعُ الحدیث**'' قرار دے کر اس حدیث کو ''**موضوع**'' و منگھڑت کہا ہے۔ [1]

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی مندرجہ بالا حدیث سند کے اعتبار سے شدید ضعف سے خالی نہیں، جس کی وجہ سے فضائل کے باب میں بھی اس کا ضعیف حدیث کی طے شدہ شرائط کے ساتھ اعتبار کیا جانا مشکل ہے۔

مکحول کی مرسل روایت

''**ابنِ ابی شیبہ**'' نے وکیع سے انہوں نے سفیان سے، انہوں نے اہلِ شام کے ایک شخص سے، اور انہوں نے مکحول سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیتُ اللہ کو دیکھتے تھے، تو یہ دعاء کرتے تھے:

''اللهم زد هذا البيت تشريفا وتعظيما ومهابة ، وزد من حجه ، أو اعتمره تشريفا وتعظيما وتكبيرا وبرا'' [2]

---

[1] (كان إذا نظر إلى البيت قال :اللهم زد بيتک هذا تشريفا وتعظيما وتكريما وبرا ومهابة). موضوع رواه الطبرانی 313-312 /1)) ، وفی "الأوسط1 /117 /1) ") ، وعنه عبد الغنى المقدسی فی "السنن" 2 /314)) من طريق عمر بن يحيى الأيلی :حدثنا عاصم بن سليمان الكوزی، عن زيد بن أسلم، عن أبی الطفيل، عن حذيفة بن أسيد مرفوعا .وقال الطبرانی ":لا يروى عن أبی سريحة إلا بهذاالإسناد، تفرد به عمر."قلت :وعمر هذا؛ أشار ابن عدی إلى أنه يسرق الحديث.

وعاصم بن سليمان الكوزی شر منه بكثير؛ فإنه كان يضع الحديث؛ كما قال الفلاس وابن عدی والساجی، وبه أعل الحديث الهيثمی؛ إلا أنه قال فيه 238 /3))": وهو متروک."(سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، تحت رقم الحديث ۴۲۱۵)

[2] حدثنا وكيع ,عن سفيان ,عن رجل من أهل الشام ,عن مكحول ، أن النبی صلى الله

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

مذکورہ روایت میں سفیان اور مکحول کے درمیان ایک مبہم راوی ہیں، جن کا نام مذکور نہیں۔

نیز مذکورہ حدیث مرسل ہے، کیونکہ مکحول نے اس کو کسی صحابی کے واسطہ کے بغیر روایت کیا ہے، جبکہ مکحول کا شمار صحابۂ کرام میں نہیں ہوتا۔

اس کے علاوہ مذکورہ روایت میں بھی، ہاتھ اٹھانے کا ذکر نہیں، اسی طرح بیت اللہ کو پہلی مرتبہ دیکھنے، یا مسجدِ حرام داخل ہونے کے وقت دیکھنے کی قید کا بھی اس حدیث میں ذکر نہیں۔ بلکہ ''ان النبی صلی اللہ علیه وسلم لما رأی البیت قال الخ '' کے الفاظ ہیں، جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیتُ اللہ دیکھتے تو مذکورہ دعا پڑھتے تھے۔

تاہم بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت مذکورہ دعا کے استحباب کے ثبوت کے لئے اس حدیث کو معتبر قرار دیا جاسکتا ہے۔

عمر رضی اللہ عنہ کی موقوف روایت

''ابنِ ابی شبیة'' نے وکیع سے، انہوں نے عمری سے، انہوں نے محمد بن سعید سے اور انہوں نے اپنے والد سعید بن مسیّب سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب بیتُ اللہ (یعنی مسجدِ حرام) میں داخل ہوئے، توانہوں نے یہ دعاء پڑھی:

''اللهم أنت السلام، ومنک السلام، فحینا ربنا بالسلام'' [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

علیه وسلم لما رأی البیت ، قال :اللهم زد هذا البیت تشریفا وتعظیما ومهابة ، وزد من حجه ، أو اعتمره تشریفا وتعظیما وتکبیرا وبرا(مُصنف ابن أبی شیبة، رقم الحدیث ۱۵۹۹۹ ،باب الرجل إذا دخل المسجد الحرام ما یقول)

حدثنا وکیع ، عن سفیان ، عن رجل من أهل الشام ، عن مکحول ، أن النبی صلی الله علیه وسلم کان إذا رأی البیت قال :اللهم زد هذا البیت تشریفا وتعظیما ومهابة ، وزد من حجه ، أو اعتمره تشریفا وتعظیما وتکریما وبرا(مُصنف ابن أبی شیبة، رقم الحدیث ۳۰۲۴۰،باب ما یدعو به الرجل إذا دخل المسجد الحرام)

[1] حدثنا وکیع ,عن العمری ,عن محمد بن سعید ,عن أبیه ، أن عمر لما دخل البیت ، قال :اللهم أنت السلام ، ومنک السلام ، فحینا ربنا بالسلام(مُصنف ابن أبی شیبة، رقم الحدیث ۱۶۰۰۰ ،الرجل إذا دخل المسجد الحرام ما یقول)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مذکورہ روایت میں بھی ہاتھ اٹھانے کا ذکرنہیں۔تاہم مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے وقت کی اس میں صراحت ہے،اوراس سے مسجدِ حرام میں داخل ہوتے وقت مذکورہ دعا کا استحباب ثابت ہونے کی گنجائش پائی جاتی ہے۔

لیکن مذکورہ روایت میں بھی پہلی مرتبہ مسجدِ حرام میں داخل ہونے پراس دعا کے پڑھنے کا ذکرنہیں، بلکہ مطلقاً مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے وقت اس دعا کے پڑھنے کا ذکر ہے،جس کا تقاضا یہ ہے کہ جب بھی کوئی شخص مسجدِ حرام میں داخل ہو،خواہ مسافر ہو یا مقیم اورحج وعمرہ یا طواف کی غرض سے آنے والا ہو، یا نماز وغیرہ کی غرض سے آنے والا، یا کسی اور کام کی غرض سے آنے والا، ان سب کے حق میں مسجدِ حرام میں داخل ہوتے وقت یہ دعا مستحب ہو۔

امام بیہقی نے''السنن الکبریٰ''میں حضرت سعید بن مسیّب سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایسا کلمہ سنا ہے کہ اب لوگوں میں سے کوئی بھی میرے علاوہ اس کو سننے والا باقی نہیں رہا، وہ یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب بیت اللہ کو دیکھتے تھے،تو یہ دعا پڑھتے تھے:

''اللھم أنت السلام، ومنک السلام، فحینا ربنا بالسلام'' [1]

اس روایت میں بھی مخصوص دعا کا ذکر ہے، ہاتھ اٹھانے کا ذکرنہیں۔البتہ اس روایت میں مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے بجائے، بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت اس دعا کے پڑھنے کا ذکر ہے۔

اسی طرح مذکورہ روایت میں پہلی مرتبہ دیکھنے کی بھی قید نہیں، چہ جائیکہ زندگی میں پہلی مرتبہ دیکھنے یا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حدثنا وکیع ، عن العمری ، عن محمد بن سعید ، عن أبیه ، أن عمر کان إذا دخل البیت ، قال : اللھم أنت السلام ومنک السلام فحینا ربنا بالسلام(مُصنف ابن أبی شیبة، رقم الحدیث ۳۰۲۴۳،ما یدعو به الرجل إذا دخل المسجد الحرام)

[1] وأخبرنا أبو عبد الله الحافظ ,ثنا أبو العباس محمد بن یعقوب ,ثنا العباس بن محمد ,ثنا یحیی بن معین ,ثنا سفیان بن عیینة ,عن إبراھیم بن طریف ,عن حمید بن یعقوب سمع سعید بن المسیب ,یقول :سمعت من عمر رضی الله عنه کلمة ما بقی أحد من الناس سمعھا غیری سمعته یقول إذا رأی البیت " :اللھم أنت السلام ,ومنک السلام ,فحینا ربنا بالسلام "قال العباس :قلت لیحیی :من إبراھیم بن طریف ھذا؟ قال یمامی ,قلت :فمن حمید بن یعقوب ھذا؟ قال :روی عنه یحیی بن سعید الأنصاری(السنن الکبری،للبیھقی، رقم الحدیث ۹۲۱۶ ،باب القول عن رؤیة البیت)

www.idaraghufran.org

حج وعمرہ کی غرض سے جانے والے کے پہلی مرتبہ دیکھنے کی قید ہو۔

البتہ علامہ ابنِ حجر نے ''نتائج الافکار'' میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت کونقل کرنے کے بعداس کے متعلق ''موقوف،غریب'' ہونے کی تصریح کی ہے۔

اوراس کے مقابلے میں امام شافعی کی سند سے حضرت سعید بن مسیّب کی روایت کوزیادہ صحیح قراردیا ہے،جس کاذکرآگےآتاہے۔ [1]

تاہم مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے وقت مذکورہ دعاپڑھنے کی تائیداس سے پہلی روایت سے ہوتی ہے،اس لیے مسجدِ حرام میں داخل ہوتے وقت اس دعاکے پڑھنے کے مستحب ہونے میں تامل نہیں ہوناچاہئے۔

البتہ یہاں یہ سوال پیداہوتاہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پہلی روایت میں بیت اللہ یعنی مسجدِ حرام میں داخل ہوتے وقت اس دعا کے پڑھنے کا ذکر ہے،اوران کی دوسری روایت میں بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت اس دعاکے پڑھنے کاذکرہے،تواس اختلاف کی کیاوجہ ہوسکتی ہے؟

ہمیں اس سلسلہ میں غورکرنے سے معلوم ہوتاہے کہ پہلے زمانے میں بیت اللہ اورکعبہ کے اردگرد موجودہ شکل کی عمارات نہ ہونے کی وجہ سے مسجدِ حرام میں داخل ہوتے وقت بلکہ باہرہی سے بیت

---

[1] (قوله :ويقول :اللهم أنت السلام .. ..) إلى آخره.

أخبرنا أبو هريرة بن الذهبي فيما أجاز لنا مرارا، قال :أخبرنا أبو محمد بن المظفر، عن أبي الوفاء بن منده، قال :أخبرنا أبو الخير الأصبهاني، قال :أخبرنا عبد الوهاب بن محمد بن إسحاق، قال :أخبرنا أبي، قال: أخبرنا أحمد بن إسماعيل العسكري، قال :حدثنا يونس بن عبد الأعلى، قال :حدثنا سفيان بن عيينة، عن إبراهيم بن طريف، عن حميد بن يعقوب، عن سعيد بن المسيب، قال :سمعت من عمر رضي الله عنه كلمة لم يبق ممن سمعها غيري، سمعته يقول :إذا رأى البيت :اللهم أنت السلام ومنك السلام فحينا ربنا بالسلام.هذا موقوف غريب.

أخرجه الشافعي وعبد الرزاق وسعيد بن منصور جميعا عن سفيان بن عيينة.

فوقع لنا بدلا عاليا.

وأخرجه الشافعي أيضا عن سفيان بن عيينة عن يحيى بن سعيد عن محمد بن سعيد بن المسيب عن أبيه ..فذكر مثله من قوله لم يذكر عمر فيه.

وهذا السند أصح من الذي قبله.

وله عن عبد الرزاق طريق أخرى عن محمد بن سعيد بن المسيب، والله أعلم(نتائج الأفكارفي تخريج أحاديث الأذكار،كتاب أذكار الحج،المجلس٥٠٧)

اللہ نظر آ جاتا تھا، اس لیے کسی روایت میں داخل ہونے کے وقت کا اور کسی روایت میں بیت اللہ پر نظر پڑنے کا ذکر آیا ہے۔

برخلاف موجودہ زمانے کے کہ اب مسجدِ حرام کی حدود میں داخل ہوتے ہی یا باہر سے بیت اللہ کا نظر آنا مشکل ہوتا ہے، ایسی صورت میں مسجدِ حرام میں داخل ہوتے وقت یا بیت اللہ پر نظر پڑنے کے وقت میں سے کسی وقت بھی اس دعا کو مستحب قرار دینے کی گنجائش ہے۔

البتہ ہمارا ذاتی رجحان اس طرف ہے کہ ایسی صورت میں مسجدِ حرام میں داخل ہوتے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ دعا مستحب ہو، اوراس سے پہلی مکحول کی مرسل حدیث کی دعا کو بیت اللہ پر نظر پڑنے کے وقت پڑھنا مستحب ہو، کیونکہ حضرت عمر کی دعا کو ایک روایت میں مسجدِ حرام میں داخل ہوتے وقت پڑھنے کا ذکر اور مکحول کی روایت میں مذکور اس دعا کو بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت پڑھنے کا ذکر آیا ہے، اوراس مکحول والی دعا کے الفاظ میں بیت اللہ کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے، تاہم گنجائش اس کے برخلاف کی بھی معلوم ہوتی ہے۔

سعید بن مسیّب کا عمل

ابنِ ابی شیبہ نے، عبدہ بن سلیمان سے، انہوں نے یحیٰ بن محمد بن سعید سے، اورانہوں نے سعید بن مسیّب سے روایت کیا ہے کہ جب وہ مسجدِ حرام میں داخل ہوتے، اور بیت اللہ کی طرف نظر کرتے، تو یہ دعا پڑھتے تھے:

"اللهم أنت السلام، ومنک السلام، فحينا ربنا بالسلام" [1]

---

[1] حدثنا عبدة بن سليمان ,عن يحيى بن محمد بن سعيد ,عن سعيد بن المسيب ، أنه كان إذا دخل مسجد الكعبة ونظر إلى البيت ، قال :اللهم أنت السلام ومنک السلام فحينا ربنا بالسلام(مُصنف ابن أبى شيبة، رقم الحديث ١٦٠٠١ ،الرجل إذا دخل المسجد الحرام ما يقول)

حدثنا عبدة بن سليمان ، عن يحيى بن سعيد ، عن محمد بن سعيد ، عن سعيد بن المسيب ، أنه كان إذا دخل مسجد الكعبة ، ونظر إلى البيت ، قال :اللهم أنت السلام ومنک السلام فحينا ربنا بالسلام(مُصنف ابن أبى شيبة، رقم الحديث ٣٠٢٤١ ،ما يدعو به الرجل إذا دخل المسجد الحرام)

حدثنا يحيى بن سعيد ,عن يحيى بن سعيد ,عن ابن سعيد -يعنى :محمد بن سعيد , -عن أبيه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت سعید بن مسیّب کی اس روایت کو امام بیہقی نے، امام شافعی کی سند سے بھی روایت کیا ہے۔ ¹ مذکورہ روایت میں بھی مخصوص دعا کا تو ذکر ہے، لیکن ہاتھ اٹھانے یا پہلی مرتبہ بیت اللہ کو دیکھنے کا ذکر نہیں۔ البتہ اس روایت میں مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے وقت بیت اللہ پر نظر پڑنے کی حالت میں مذکورہ دعا کے پڑھنے کا ذکر ہے۔

اور حضرت سعید بن مسیّب کی اس روایت میں دعا کے الفاظ وہی ہیں، جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے پہلی دونوں روایتوں میں گزرے، اور اس دعا کے پڑھنے کے وقت کے متعلق بھی تفصیل پیچھے گزری۔

امام بیہقی نے ''السنن الصغیر'' میں فرمایا کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب بیت اللہ کو دیکھے، تو یہ دعا پڑھے:

''اللهم زد هذا البيت شرفا وتعظيما وتكريما ومهابة وزد من شرفه وعظمه وكرمه، ممن حجه واعتمره تشريفا وتكريما وبرا.

اللهم أنت السلام ومنک السلام فحينا ربنا بالسلام'' ²

امام شافعی رحمہ اللہ نے مذکورہ دعا میں حضرت مکحول کی مرسل اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی موقوف حدیث میں مذکور دونوں دعاؤں کو جمع فرما دیا۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

سعيد أنه كان إذا رأى البيت ، قال :اللهم أنت السلام ومنک السلام فحينا ربنا بالسلام(مُصنف ابن أبي شيبة، رقم الحديث ١٥٩٩ ،باب الرجل إذا دخل المسجد الحرام ما يقول)

أخبرنا أبو سعيد بن أبي عمرو ,أنبأ أبو عبد الله محمد بن يعقوب الشيباني ,ثنا محمد بن عبد الوهاب ,أنبأ جعفر بن عون ,أنبأ يحيى بن سعيد ,عن محمد بن سعيد بن المسيب ,قال :كان سعيد إذا حج فرأى الكعبة قال " :اللهم أنت السلام ,ومنک السلام حينا ربنا بالسلام (السنن الكبرى،للبيهقي، رقم الحديث ٩٢١٥ ،باب القول عن رؤية البيت)

¹ وبهذا الإسناد قال :أخبرنا الشافعي، أخبرنا ابن عيينة، عن يحيى بن سعيد، عن محمد بن سعيد بن المسيب، عن أبيه :أنه كان حين ينظر إلى البيت، يقول :اللهم أنت السلام، ومنک السلام، فحينا ربنا بالسلام(السنن الكبرى،للبيهقي ، رقم الحديث ٩٧٦٧ ،باب القول عن رؤية البيت)

² قال الشافعي رضي الله عنه :وإذا رأى البيت قال :اللهم زد هذا البيت شرفا وتعظيما وتكريما ومهابة وزد من شرفه وعظمه وكرمه، ممن حجه واعتمره تشريفا وتكريما وبرا، اللهم أنت السلام ومنک السلام فحينا ربنا بالسلام(السنن الصغير للبيهقي، رقم الحديث ١٦٠٧ ،باب دخول مكة)

www.idaraghufran.org

اور امام شافعی رحمہ اللہ نے اس دعا کو بیت اللہ پر نظر پڑنے کے وقت پڑھنے کی تصریح فرمائی، نہ کہ مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے وقت کی، جس کی توجیہ وتوضیح پہلے گزر چکی ہے۔

خلاصہ یہ کہ چند روایات سے بیت اللہ کو دیکھنے یا مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے وقت مخصوص ذکر اور دعا کا تو ثبوت پایا جاتا ہے، لیکن ان روایات میں پہلی مرتبہ مسجدِ حرام میں داخل ہونے یا پہلی مرتبہ بیت اللہ کو دیکھنے یا اس دعا کے وقت ہاتھ اٹھانے کا ثبوت نہیں پایا جاتا۔

اس قسم کی دعاؤں کے متعلق ہمارا رجحان اس طرف ہے کہ ان کی حیثیت ایسی ہی ہے، جیسا کہ دوسری مساجد میں داخل ہونے کے وقت مسنون و ماثور دعاؤں کی، کیونکہ جس طرح عام مساجد میں داخل ہونے کی دعاؤں کے مخصوص الفاظ احادیث وروایات میں وارد ہوئے ہیں، اسی طرح مسجدِ حرام میں داخل ہونے یا بیت اللہ پر نظر پڑنے کے بھی مخصوص الفاظ وارد ہوئے ہیں، اور جس طرح عام مساجد میں داخل ہونے کی دعائیں مختصر ہیں کہ ان کو چلتے چلتے بھی پڑھنا سہل ہے، ان کے لئے ٹھہرنے اور توقف کرنے کی ضرورت نہیں، اسی طرح مسجدِ حرام میں داخل ہونے اور بیت اللہ کو دیکھ کر پڑھی جانے والی مذکورہ دعائیں بھی مختصر ہیں، جن کو پڑھنے کے لئے بھی ٹھہرنے اور توقف کرنے کی ضرورت نہیں۔

پھر بعض حضرات نے فرمایا کہ پہلے زمانے میں بیت اللہ کے اردگرد موجودہ دور کی طرح عمارات کی کثرت نہیں تھی، اس لیے اس زمانہ میں گویا کہ مسجدِ حرام میں داخل ہونے کی دعا اس وقت پڑھ لی جاتی تھی، جب بیت اللہ پر نظر پڑتی تھی، اور بیت اللہ پر نظر پڑنے کی دعا بھی اسی وقت پڑھ لی جاتی تھی، لہٰذا مسجدِ حرام میں داخل ہونے اور بیت اللہ پر نظر پڑنے میں کوئی تعارض نہیں۔

جبکہ بعض حضرات نے مذکورہ دعاؤں کے مستحب ہونے کو بیتُ اللہ پر نظر پڑنے کے ساتھ مختص قرار دیا ہے، اگرچہ بیت اللہ پر نظر اس وقت پڑے، جب مسجدِ حرام میں داخل ہو چکا ہو۔

لیکن بعض حضرات کا رجحان اس طرف ہے کہ پہلے زمانے میں چونکہ بیت اللہ کے اردگرد عمارات نہیں تھیں، اس لیے مسجدِ حرام میں داخل ہونے سے پہلے، بیت اللہ کو دیکھتے وقت یہ دعا پڑھی جاتی تھی، وہ اب بھی مسجدِ حرام سے باہر ہی، بیت اللہ نظر آنے کی صورت میں مستحب ہے، مسجدِ حرام میں

داخل ہونے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا وغیرہ کے لیے توقف کیے بغیر طواف سے ابتدا کی تھی، لہٰذا مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے بعد جو بیت اللہ کی اصل عبادت ہے، اس کو ترک کر کے کسی اور کام اور عمل میں مشغولی مستحب نہیں ہوگی۔ [1]

لیکن اگر مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے بعد قابلِ ذکر توقف کیے بغیر چلتے چلتے ہی بیتُ اللہ نظر آنے پر مذکورہ دعا کو پڑھا جائے، تو مذکورہ اشکال لازم نہیں آئے گا۔

اور اس سلسلہ میں ہم نے اپنا رجحان پہلے ظاہر کر دیا ہے، جس کی رُو سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی دعا کا مسجدِ حرام میں داخل ہوتے وقت اور حضرت مکحول کی سند سے مروی دعا کا بیت اللہ پر نظر پڑتے وقت پڑھنا مستحب ہے، اگرچہ دوسرے اقوال کو ترجیح دینے کی بھی گنجائش ہے۔

گزشتہ تفصیل سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ مذکورہ روایات میں خواہ مسجدِ حرام میں داخل ہونے کی دعا ہو یا بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت کی دعا، یہ دونوں وقت کی دعائیں مختصر ہیں، جس طرح عام مساجد میں داخل ہونے کی دعائیں بھی مختصر ہیں، اور ان کو پڑھنے کے لیے کھڑے ہونے یا ٹھہرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی، بلکہ چلتے چلتے بھی ان دعاؤں کو بآسانی پڑھ لیا جاتا ہے۔

اور موجودہ دور کے جو حضرات حج وعمرہ کی غرض سے پہلی مرتبہ مسجدِ حرام میں داخل ہو کر بیت اللہ پر نظر پڑنے کے موقعہ پر کھڑے ہو کر اور ہاتھ اٹھا کر طویل دعائیں کرتے ہیں، اور اس کے بغیر بیت اللہ کو اول مرتبہ دیکھنے کی دعا کے مقصود کے حصول کو ناکافی سمجھتے ہیں، اس طرزِ عمل کا ثبوت مذکورہ روایات سے نہیں ہوتا۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ

(جاری ہے............)

---

[1] ولم يكن قديما بمكة بناء يعلو على البيت ولا كان فوق الصفا والمروة والمشعر الحرام بناء ولا كان بمنى ولا بعرفات مسجد ولا عند الجمرات مساجد بل كل هذه محدثة بعد الخلفاء الراشدين ومنها ما أحدث بعد الدولة الأموية ومنها ما أحدث بعد ذلك فكان البيت يرى قبل دخول المسجد

وقد ذكر ابن جرير (أن النبى صلى الله عليه وسلم كان إذا رأى البيت رفع يديه وقال :اللهم زد هذا البيت تشريفا وتعظيما وتكريما ومهابة وبرا وزد من شرفه وكرمه ممن حجه أو اعتمره تشريفا وتعظيما) فمن رأى البيت قبل دخول المسجد فعل ذلك وقد استحب ذلك من استحبه عند رؤية البيت الدعاء ولو كان بعد دخول المسجد .لكن النبى صلى الله عليه وسلم بعد أن دخل المسجد ابتدأ بالطوافِ (مجموع الفتاوى، لابن تيمية، ج٢٦، ص ١٢٠، فصل:إذا أتى مكة)

www.idaraghufran.org

کیا آپ جانتے ہیں؟

مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات،مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

صفائی ستھرائی(Cleanliness)کے آداب(قسط2)

غسل کے آداب

(5)......جسم کی پاکی اور صفائی اور جسم کو مختلف بیماریوں سے محفوظ رکھنے کا ایک اہم طریقہ نہانا یا غسل کرنا ہے۔

انسان کے بدن کی جلد میں باریک باریک سوراخ ہوتے ہیں،جن کو مسام یا مسامات کہا جاتا ہے، ان سے پسینہ کا اخراج ہوتا رہتا ہے،اور پسینہ کا اعتدال کے ساتھ خارج ہونا طبی اعتبار سے صحت کے لئے مفید اور ضروری ہے،مگر پسینہ میں زہریلے اجزاء موجود ہوتے ہیں، نیز پسینہ کے کثیف اجزاء سے جِلد کے مسامات بند ہوتے رہتے ہیں،جس کی وجہ سے جسم سے پسینہ کی شکل میں زہریلے اجزاء کا خارج ہونا مشکل ہوجاتا ہے،اوراس کی وجہ سے خون کثیف یعنی گاڑھا ہوجاتا ہے، بدن سے بدبو آنے لگتی ہے،اور خارش وغیرہ پیدا ہونے لگتی ہے، نیز نزلہ،زکام کی شکایت ہوجاتی ہے، پھراس کے نتیجہ میں جوڑوں کے درد وغیرہ کی بیماریاں پیدا ہونے لگتی ہیں،اس قسم کی بیماریوں سے حفاظت کے لئے ماہرین چوبیس گھنٹوں میں کم از کم ایک مرتبہ نہانے کی شکل میں جسم کی صفائی کا مشورہ دیتے ہیں۔

(6)......اگر مناسب وقت پراور مناسب طریقہ پرنہانے یا غسل کرنے کا معمول بنایا جائے،تو نہ صرف یہ کہ جسم صاف ستھرا اور چاق وچوبند رہتا ہے، اور طبیعت میں چستی، بشاشت اور تازگی پیدا ہوتی ہے،اور طبیعت خوش وخرم رہتی ہے، بلکہ اسی کے ساتھ بہت سی جسمانی بیماریوں سے بھی چھٹکارا مل جاتا ہے،اورنئی پیدا ہونے والی بیماریوں سے بچنے میں بھی مدد حاصل ہوتی ہے۔

www.idaraghufran.org

اوراگرمناسب وقت اورمناسب طریقہ پرنہانے اورغسل کے معمول میں کوتاہی اورغفلت اختیارکی جائے توکئی قسم کی بیماریاں پیداہوجاتی ہیں،مثلاًسستی اورطبیعت میں بوجھ رہنا،خارش کاہونا،جسم پر میل کچیل چڑھنے سے جوئیں پڑجانا،جسم کے مسامات کامیل کچیل سے بندہوجانااور پسینہ کی آمد بندہوکرجسم میں زہریلےفضلات اورفاسدمادوں کاباقی رہ جانا۔

(7)......شرعی اعتبارسے ہفتہ میں ایک مرتبہ غسل کرناسنت ہے،جس میں جمعہ کادن ہوتوزیادہ بہتر ہے،لیکن اس کایہ مطلب نہیں کہ ہفتے میں ایک سے زیادہ مرتبہ غسل کرناکوئی گناہ کاکام ہے؛ بلکہ اگر کوئی روزانہ یادوسرے تیسرے دن غسل کرےتوبہت اچھی بات ہے،مگرشریعت نے سب انسانوں کواس کامکلّف قراردےکرمشکل میں نہیں ڈالا،کیونکہ ہردن غسل کرنے کےحکم پرعمل کرنا مشکل کام تھا،اس لئے اس کاحکم نہیں دیا،لیکن اگرکوئی روزانہ غسل کرے،توشریعت نے اس سے منع بھی نہیں کیا،اورصفائی کی غرض سے ہو،تویہ شرعاً مستحب ہوگا،کیونکہ شرعاً صفائی کادرجہ کم ازکم مستحب ہے۔

(8)......طبی اعتبارسےروزمرہ کم ازکم ایک مرتبہ غسل کرنازیادہ مفیداوربہترہےاوراگرعذرنہ ہوتو صبح وشام دومرتبہ غسل کرنازیادہ بہتراورمفیدہے،کیونکہ روزانہ آب وہوااورمختلف جگہوں سے جو مضرجراثیم لگتےاورجِلدپرپڑتےہیں،وہ نہانے سےدورہوتےرہتےہیں۔

(9)......طبی لحاظ سےغسل موسم کی مناسبت سےگرم یاسردپانی سےمناسب وقت پرکرنامفیدہوتاہے۔

(10)......طبی لحاظ سے غسل کاسب سے عمدہ وقت صبح کارفعِ حاجت کے بعدہے،یاپھرشام کو کھاناکھانے سے پہلےکاوقت بہترہے۔

(11)......ایک تندرست اورنوجوان انسان کے لئے عام حالات میں تازہ قدرتی ٹھنڈے پانی سےنہانازیادہ موزوں ہے،خصوصاً گرمی کے موسم میں توتازہ ٹھنڈے پانی ہی سےغسل کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے،کیونکہ جوانی اورتندرستی میں جسم زیادہ کام کاج کرتاہے،جس کی وجہ سےجسم میں تحلیل کاعمل زیادہ ہوتارہتاہے،اورتازہ ٹھنڈے پانی کے غسل سے اس تحلیل کے عمل کوکم کیاجاسکتاہے،اورتندرستی وجوانی کودیرتک قائم رکھاجاسکتاہے۔

تازہ ٹھنڈے پانی سے نہانے کی عادت سے جسم میں سردی کو برداشت کرنے اور سردی کا مقابلہ کرنے کی طاقت زیادہ پیدا ہوتی ہے اور نزلہ وزکام کم ہوتا ہے، البتہ چھوٹے بچوں، بوڑھوں، یا کسی اور وجہ سے کمزوری میں مبتلا اشخاص اور اسی طرح حاملہ خواتین، اور اسہال یعنی دست اور پیچش اور جوڑوں کے دردوں کے مریضوں کو عام حالات میں اور خصوصاً سردی کے موسم میں ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے کے بجائے ہلکے گرم (یعنی نیم گرم) پانی سے غسل کرنا زیادہ بہتر ہے۔

(12)...... نہانے کے لئے پاک وصاف پانی استعمال کرنا چاہئے، تازہ پانی سے غسل کرنا زیادہ فائدہ مند ہے، جوہڑ اور تالاب کا گندا پانی غسل کرنے کے لئے بالکل بھی موزوں نہیں، گندا پانی جسم پر مختلف بیماریوں کے پیدا ہونے کا سبب بنتا ہے۔

(13)...... نہاتے وقت جسم کو اچھی طرح مَل لینا چاہئے، اور کسی مناسب صابن وغیرہ سے جسم کو رگڑ لینا چاہئے، تا کہ میل کچیل اور گردوغبار دور ہو کر بدن کے مسامات کھل جائیں، اور خون کے دورانیہ میں حرکت پیدا ہو جائے۔

(14)...... نہاتے وقت بدن کے صرف اوپر، اوپر سے بہت سا پانی بہا کر ضائع کر دینے اور جسم کو مَلے اور صاف کئے بغیر غسل کرنے سے وقتی طور پر جسم میں کچھ چستی اور تازگی تو پیدا ہو سکتی ہے، لیکن غسل کرنے کا اصل طبی مقصد حاصل نہیں ہوتا۔

(15)...... غسل کرنے کے بعد جسم کو صاف ستھرے، کھردرے اور خشک کپڑے (یعنی تولیہ وغیرہ) سے صاف کر لینا چاہئے، تا کہ بدن سے پانی خشک ہو جائے، اور جسم پر باقی ماندہ میل کچیل صاف ہو کر جلد کے مسامات کُھل جائیں، نہا دھو کر بدن کو گندے کپڑے یا میلے کچیلے تولیہ سے صاف کر لینا صفائی کے اصل مقصد کو فوت کر دیتا ہے۔

آج کل بعض لوگ ایک کپڑا یا تولیہ نہانے کے بعد جسم کو خشک کرنے اور منہ دھونے کے بعد صاف کرنے کے لئے کافی کافی دنوں تک استعمال کرتے رہتے ہیں اور اس میں بھی کئی کئی افراد ایک ہی تولیہ پر اکتفاء کرتے ہیں، جس کی وجہ سے تولیہ پر بار بار ایک دوسرے کے لگے ہوئے میل کچیل اور پسینہ کے زہریلے اجزاء جسم پر لگتے رہتے ہیں، اور مختلف قسم کی بیماریوں کا سبب بنتے ہیں۔

اس لئے تولیہ کو جس قدر صاف ستھرا رکھنا ممکن ہو، اس میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے۔

(16)...... نہانے یا سر دھونے کے بعد سر کو اچھی طرح خشک کر لینا چاہیئے، اگر نہانے کے بعد دیر تک سر پانی سے گیلا رہے تو اس سے بیماری، مثلاً نزلہ وغیرہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، خاص کر سردی کے موسم میں اس کا زیادہ خطرہ ہوتا ہے۔

(17)...... غسل کھلی جگہ کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے، کیونکہ دوسروں کے سامنے جسم کو ننگا کرنا اچھی بات نہیں، اس کے علاوہ کھلی فضا میں گرد وغبار اور مٹی وغیرہ جسم پر پڑنے کی وجہ سے صفائی کا مقصد بھی فوت ہوسکتا ہے۔

(18)...... جس جگہ غسل خانہ وغیرہ میں غسل کررہے ہوں، اگر اس کا درجہ حرارت باہر کی فضا سے گرم ہو، تو طبی اعتبار سے اندر ہی سے کپڑے پہن کر باہر نکلنا چاہیئے۔

(19)...... دماغی وجسمانی محنت کا کام کرنے اور کھیل کود اور ورزش کرنے اور سفر سے آنے کے فوراً بعد نہانا یا غسل کرنا طبی اعتبار سے مناسب نہیں، ایسی حالت میں تھوڑا بہت وقفہ کر لینا چاہیئے، تاکہ جسم کی حرکات اعتدال پر آجائیں۔

(20)...... طبی اعتبار سے کھانا کھانے کے فوراً بعد غسل کرنے سے بھی پرہیز کرنا چاہیئے، اگر کھانا کھانے کے بعد غسل کرنا ہو تو بہتر ہے کہ دو یا تین گھنٹے بعد غسل کیا جائے۔

(21)...... غسل کرنے کے بعد حتی الامکان میل کچیل والا لباس پہننے سے پرہیز کرنا چاہیئے، کیونکہ کپڑوں پر موجود پسینہ وغیرہ کا میل کچیل دوبارہ جسم کو لگ کر صفائی کے مقصد کو متاثر کرسکتا ہے۔

(22)...... غسل کرنے کے بعد طبی اعتبار سے تھوڑا بہت کچھ کھالینا چاہیئے، جس سے صحت بہتر رہتی ہے۔

(23)...... آج کل نہانے کے لئے مختلف قسم کے تیز ترین کیمیکل پر مشتمل شیمپو چل پڑے ہیں، جن کو زیادہ استعمال کرنے سے جلد اور بالوں پر بُرے اثرات پڑتے ہیں، ان سے حتی الامکان پرہیز کرنا مناسب ہے، اور اس کے بجائے کوئی معقول ومناسب صابن استعمال کرنا مفید ہے، اس مقصد کے لئے بعض دیسی چیزیں، مثلاً ملتانی مٹی (گاچی) اور آملہ کا پانی وغیرہ بھی مفید ہے، جس

کے ذریعہ بال دھونے سے وہ بہتر ہوتے ہیں۔

(24)......اگر کسی وقت جسم تھکن یا چوٹ کی وجہ سے دُکھ رہا ہو، تو نیم گرم پانی میں مناسب مقدار کا نمک ڈال کر نہانے سے فائدہ ہوتا ہے۔

(25)......اگر غسل کرنا شرعاً واجب ہو جائے، تو پورے جسم پر پانی بہانے اور کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

ہاں اگر جسم کے کسی حصہ میں زخم ہو یا کسی اور تکلیف کی وجہ سے وہاں پانی پہنچانا نقصان دہ ہو، تو اس جگہ پانی پہنچانا ضروری نہیں، بلکہ بھیگا ہوا ہاتھ پھیرنا کافی ہے، اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو، یا نقصان دہ ہو، تو پھر یہ بھی معاف ہے، اور وہ جگہ ویسے ہی چھوڑ دینے کی گنجائش ہے۔

(26)......غسل کرنے کا سنت اور اچھا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو گٹّوں تک تین مرتبہ دھوئیں، اس کے بعد اپنی دونوں شرمگاہوں والے حصے کو دھوئیں اگر چہ وہاں کوئی ناپاک چیز نہ لگی ہو، یہ جگہ گندی اور جراثیم زدہ ہوتی ہے، اس کے بعد اگر جسم پر کہیں ناپاک چیز لگی ہو، تو اس کو دھوئیں، اور اس کے بعد سنت طریقہ پر وضو کریں (لیکن اگر اُس نہانے والی جگہ پر نیچے جہاں پاؤں ہیں، پانی جمع ہے تو پیروں کو غسل کرنے کے بعد اُس جگہ سے ہٹ کر دھوئیں) اس کے بعد سر پر پانی ڈالیں، پھر جسم کے دائیں حصے پر اور اس کے بعد بائیں حصے پر پانی ڈالیں، اور اس کام کو تین مرتبہ کریں، تاکہ تین مرتبہ پورے جسم پر پانی بہہ جائے۔

اگر کوئی سنت طریقہ پر غسل نہ کرے، بلکہ جس طرح بھی پورے جسم پر پاک پانی بہالے، اور کلی کرلے اور ناک میں پانی بھی ڈال لے، تو غسل پھر بھی ہو جاتا ہے، اور اس سے نماز پڑھنا بھی صحیح ہو جاتا ہے، کیونکہ یہ تینوں چیزیں غسل میں ضروری اور فرض کہلاتی ہیں، مگر اس میں سنت والا غسل کرنے کا ثواب اور فائدہ نہیں ملتا۔

اگر غسل کے دوران ریح یا پیشاب کا قطرہ خارج ہو جائے تو اس سے غسل ضائع نہیں ہوتا، لہٰذا جو حصہ پہلے دھولیا گیا، وہ معتبر ہے، البتہ نماز کے لئے وضو کی ضرورت ہوگی۔

(جاری ہے............)

www.idaraghufran.org

عبرت کدہ حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط37 مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَعِبۡرَۃً لِّاُولِی الۡاَ بۡصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

فرعون کی حضرت موسیٰ کو دھمکی

فرعون جب موسیٰ علیہ السلام کی اس معقول اور مدلل گفتگو سے بالکل لاجواب ہوگیا، اور اسے یقین ہوگیا کہ موسیٰ اپنی دعوت کو پھیلانے کے لیے عزم ویقین کے ساتھ آگے بڑھ رہے ہیں، تو ڈرانے اور دھمکانے والا طریقہ اختیار کیا، جو ہمیشہ ان متکبروں کا طریقہ رہا ہے، جن کے پاس اپنے دعوی کی صداقت کے لیے دلائل نہیں ہوتے، اس نے اپنی ندامت وشرمندگی کو چھپاتے ہوئے کہا کہ اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو اپنا معبود بنایا، تو میں تمہیں جیل کی اندھیر کوٹھڑی میں ڈال دوں گا، جہاں مر کر گل سڑ جاؤ گے۔ [1]

سورہ شعراء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَالَ لَئِنِ اتَّخَذۡتَ اِلٰهًا غَیۡرِیۡ لَاَجۡعَلَنَّکَ مِنَ الۡمَسۡجُوۡنِیۡنَ (سورة الشعراء، رقم الآية، ۲۹)

یعنی ”فرعون نے کہا کہ اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو معبود بنایا تو میں تم کو ضرور قیدیوں

---

[1] بعض اسرائیلی روایات میں ہے کہ کہ فرعون کی جیل قتل سے بدتر تھی، جہاں ہر آدمی کو زمین کے نیچے ایک تنگ اور گہری کھائی میں ڈال کر چھوڑ دیا جاتا تھا یہاں تک کہ وہیں مرجاتا تھا۔

قال فرعون عدولا عن المحاجة بعد الانقطاع الى التهديد كما هو دأب الجاهل المحجوج لئن اتخذت إلها غيرى جواب قسم محذوف لأجعلنك من المسجونين اى من المحبوسين واللام للعهد اى ممن عرفت حالهم فى سجنى قال الكلبى كان سجنه أشد من القتل لانه كان يأخذ الرجل يطرجه فى مكان وحده فردا لا يسمع ولا يبصر فيه شيئا يهوى به فى الأرض– استدل فرعون بقدرته على التعذيب على ألوهيته وإنكاره للصانع وكان قوله الا تستمعون صادرا منه تعجبا من نسبة الربوبية الى غيره ولعله كان دهريا يعتقد ان من الملك قطرا من الأرض وتولى امره بقوة طالعه استحق العبادة من اهله(التفسير المظهرى، ج٧ص٦٥، سورة الشعراء)

www.idaraghufran.org

میں شامل کردوں گا‘‘۔

آج کی طرح قدیم زمانے میں بھی ’’معبود‘‘ کا تصور صرف مذہبی معنوں تک محدود تھا، یعنی یہ کہ اسے بس پوجا پاٹ اور نذرو نیاز کا حق حاصل ہے، اور اپنے غلبہ واقتدار کی وجہ سے اس کا یہ منصب بھی ہے کہ انسان اپنے معاملات میں اس سے استمداد واستعانت کے لیے دعائیں مانگیں۔

لیکن کسی ’’معبود‘‘ کی یہ حیثیت کہ وہ قانونی اور سیاسی معنوں میں بھی بالادست ہے، اور اسے یہ حق بھی پہنچتا ہے کہ دنیا کے معاملات میں وہ جو حکم چاہے دے، اور انسانوں کا یہ فرض ہے کہ اس کے احکامات کو قانون برتر مان کر اس کے آگے جھک جائیں، یہ چیز زمین کے مجازی بادشاہوں اور حکمرانوں نے نہ پہلے کبھی مانی تھی، نہ آج وہ اسے ماننے کے لیے تیار ہیں، وہ ہمیشہ سے یہی کہتے چلے آئے ہیں کہ دنیا کے معاملات میں ہمیں مکمل اختیار حاصل ہے، کسی ’’معبود‘‘ کو ہماری سیاست اور ہمارے قانون میں دخل دینے کا حق نہیں ہے، دنیاوی حکومتوں اور بادشاہوں سے انبیاء علیہم السلام اور ان کی پیروی کرنے والے مصلحین کے تصادم کی اصل وجہ یہی رہی ہے، انہوں نے ان سے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت وبالادستی تسلیم کرانے کی کوشش کی ہے، اور یہ اس کے جواب میں دنیاوی حکومتیں اور بادشاہ نہ صرف یہ کہ اپنی حاکمیتِ مطلقہ کا دعویٰ پیش کرتے رہے ہیں، بلکہ انہوں نے ہر اس شخص کو مجرم اور باغی ٹھہرایا ہے، جو اِن کے سوا کسی اور کو قانون وسیاست کے میدان میں ’’معبود‘‘ مانے۔

مذکورہ بالا تفصیل سے سے فرعون کی اس گفتگو کا صحیح مفہوم اچھی طرح سمجھ میں آ سکتا ہے، اگر معاملہ صرف عبادت و پوجا پاٹ اور نذرونیاز کا ہوتا، تو فرعون شاید اتنا سیخ پا نہ ہوتا کہ حضرت موسیٰ دوسرے دیوتاؤں کو چھوڑ کر صرف ایک اللہ رب العالمین کو اس کا مستحق سمجھتے ہیں، زیادہ سے زیادہ اگر وہ کچھ کرتا، تو بس یہ کہ اپنا دین آبائی چھوڑنے سے انکار کر دیتا، یا حضرت موسیٰ سے کہتا کہ میرے مذہب کے پنڈتوں سے مناظرہ کرلو۔

لیکن جس چیز نے فرعون کو غضبناک کیا وہ یہ تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ’’ربُّ العالمین‘‘ کے نمائندے کی حیثیت سے اپنے آپ کو پیش کر کے اسے اس طرح ایک سیاسی حکم پہنچایا کہ گویا وہ ایک

ماتحت ''حاکم'' ہے، اور ایک ''برتر و اعلیٰ'' حاکم کا پیغامبر آ کر اس سے برتر و اعلیٰ حاکم کی اطاعت کا مطالبہ کر رہا ہے۔

اس معنیٰ میں وہ اپنے اوپر کسی کی سیاسی و قانونی برتری ماننے کے لیے تیار نہ تھا، بلکہ وہ یہ بھی گوارا نہ کرسکتا تھا کہ اس کی رعایا میں سے کوئی فرد اس کے بجائے کسی اور کو حاکم و برتر مانے، اسی لیے اس نے پہلے ''ربُّ العالمین'' کی اصطلاح کو چیلنج کیا، کیونکہ اس کی طرف لائے ہوئے پیغام میں محض مذہبی ''معبودیت کا نہیں'' بلکہ کھلا کھلا سیاسی اقتدارِ اعلیٰ کا رنگ نظر آتا تھا۔

پھر جب حضرت موسیٰ نے بار بار تشریح کر کے بتایا کہ جس ''ربُّ العالمین'' کا پیغام وہ لائے ہیں وہ کون ہے، اور اس کی کیا کیا صفات و خصوصیات ہیں، تو اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی کو حکومت کے باغی قرار دیتے ہوئے صاف صاف یہ دھمکی دی کہ اگر تم اپنے مطالبہ سے باز نہ آئے، تو میں تمہیں ملکی قانون سے بغاوت کے جرم میں قید میں ڈال دوں گا۔

051-4455301
051-4455302

Sweet Palace

سویٹ پیلس

SWEET PALACE

Satellite Town plaza, 4th B Road,
Commercial Market, Satellite Town,
Rawalpindi. (Pakistan)

www.idaraghufran.org

طب وصحت (قُسط یا کُٹھ: دسویں اور آخری قسط) حکیم مفتی محمد ناصر

قُسط یا کُٹھ کے مجرّبات

قُسط یا کُٹھ کی گزشتہ قسطوں میں احادیث میں بیان کردہ اس کے متعدد فضائل اور فوائد بیان ہوئے ہیں، ہمارے ذاتی تجربہ میں بھی قسط بہترین دواء اور اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت کے طور پر ثابت ہوئی ہے، چنانچہ ہم نے کئی امراض میں قُسط کو بطور دواء کے استعمال کیا، اور کروایا اور بحمد اللہ تعالیٰ بہت اچھے نتائج حاصل ہوئے، کیونکہ احادیث میں تجربہ کو حکمت میں کمال اور تکمیل کا ذریعہ بتلایا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا حکیم إلا ذو تجربة (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۷۷۹۹، بخاری، باب: لا یلدغ المؤمن من جحر مرتین) [1]

ترجمہ: حکیم نہیں ہے، مگر تجربہ والا (حاکم، بخاری)

امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث کے مذکورہ الفاظ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً بھی روایت کیے ہیں۔ [2]

اس لئے ذیل میں قُسط سے متعلق اپنے استادِ محترم کے بیان کردہ چند تجربات، اور دیگر اطباء کے قُسط کے چند تجربات نقل کیے جاتے ہیں، تاکہ احادیث میں بیان کردہ قُسط کے بہترین دواء ہونے پر عینُ الیقین حاصل ہو۔

خشکی کی وجہ سے ہونے والے حلق و گلے کے درد کے لئے

ایک عالمِ دین صاحب کو حلق میں تکلیف، اور درد کی شکایت رہتی تھی، جس کے لئے انہیں مختلف

[1] قال الحاکم: هذا حدیث صحیح الإسناد ولم یخرجاه آخر کتاب الأدب. وقال الذهبی: صحیح.

[2] وَقَالَ مُعَاوِيَةُ: لاَ حَكِيمَ إِلَّا ذُو تَجْرِبَةٍ (بخاری، باب: لا یلدغ المؤمن من جحر مرتین)

www.idaraghufran.org

انگریزی یا کمپنیوں کی تیار شدہ ہربل ادویات استعمال کرنا پڑتی تھیں، ایک مرتبہ اُن عالم صاحب نے گلے کی تکلیف کی شکایت کی، تو انہیں تنہا پسی ہوئی قُسط کی دو خوراکیں (نصف چائے والے چمچ کے برابر) پانی کے ساتھ دن میں دو مرتبہ صبح اور شام کھانے کے لئے فراہم کی گئیں، ایک دن بعد اُن صاحبِ علم نے کہا کہ واقعتاً قُسط کے استعمال سے حلق اور گلے کی تکلیف میں آرام آیا، اور آپ نے گلے کی تکلیف کے لئے بہترین دواء دریافت کی ہے، اُن صاحبِ علم سے عرض کیا گیا کہ اس دواء کا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے ہی پتہ بتا دیا تھا۔

قشری اعصابی ملیّن

احادیث میں جس طرح قُسطُ البحری (یعنی کُٹھ شیریں) کو بہترین دواء قرار دیا گیا ہے، اسی طرح ثناءمکی کو موت کے علاوہ تمام بیماریوں کی شفاء قرار دیا گیا ہے۔ [1]

ثناءمکی کے پتوں اور قُسطِ شیریں کو خوب صاف کر کے علیٰحدہ علیٰحدہ پِسوا لیا جائے، صاف کیے بغیر جڑی بوٹیوں کو استعمال کرنا، اُن کی تاثیر کو خراب کر دیتا ہے، چنانچہ مٹی والی ثناءمکی قبض پیدا کرنے کا سبب بنتی ہے۔

ثناءمکی دو حصہ اور قسطِ شیریں ایک حصہ دونوں کے سفوف کو باہم ملا لیا جائے، اس دواء کا مزاج کے مطابق طبی نام ہمارے استادِ محترم نے قشری اعصابی ملین رکھا ہے۔

قبض کے مرض میں ملین کے فوائد

ایک بزرگ آدمی جنہیں چند دِنوں سے اجابت نہ ہوئی تھی، مذکورہ ملین کی دو خوراکیں دوپہر اور شام کو پانی کے ساتھ کھانے کے لئے دی گئیں، اگلے دن مریض نے بتایا کہ رات اللہ تعالیٰ کے فضل سے سہولت کے ساتھ بغیر موشن کی کیفیت کے مکمل طور پر اجابت ہو کر طبیعت بحال ہو گئی۔

---

[1] ثناءمکی سے متعلق مفتی محمد رضوان صاحب کے مضامین ماہنامہ ''التبلیغ'' کے نومبر، دسمبر 2017ء، اور جنوری 2018ء کے شماروں میں شائع ہو چکے ہیں۔

گن پیڑے یا گلے کے وَرَم یعنی ٹونسز میں ملین سے علاج

ایک مرض گن پیڑے کے نام سے مشہور ہے، یہ مرض اکثر و بیشتر بچوں میں ہوتا ہے، اور کبھی بڑوں کو بھی یہ مرض ہو جاتا ہے، اس مرض میں مریض کو سخت بخار بھی ہوتا ہے، یہ مرض عام طور پر عضلاتی (یعنی خشکی کے) مزاج میں ہوتا ہے، اس مرض میں مریض کے گلے میں شدید درد ہوتا ہے، اور مریض بعض اوقات کھانا کھانے سے بھی معذور ہو جاتا ہے، حلق سے کھانا اندر نہیں جاتا، اس مرض کے علاج میں ملین کا استعمال بہت فائدہ مند پایا گیا، اور گن پیڑے کے مرض کے علاوہ بخار اور گلے کی تکلیف سے بھی نجات حاصل ہو گئی۔

سرد، خشک مزاج کے پروسٹیٹ کا علاج

ایک پروسٹیٹ کے مریض جو کمر دوہری کر کے یعنی کُبے ہو کر چلتے تھے، ڈاکٹروں نے آپریشن تجویز کر دیا تھا، جب دوائی لینے کے لئے آئے، تو انہیں ملین کا بڑا چمچ کھلایا گیا، تقریباً ایک گھنٹہ بعد مریض سیدھے ہو کر چلنے لگے، اور درد ختم ہو گیا، پھر مزید دو ہفتہ کی دوائی مریض کو دی گئی، اور آپریشن کرانے سے منع کیا گیا، کیونکہ بوڑھا آدمی آپریشن کے بعد اور زیادہ تکلیفوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

دراصل اس مریض کے مثانہ کی جگہ ہوا رُک گئی تھی، جو پھول کر سوج گئی تھی، اور درد اور تکلیف دہ بن گئی تھی، ڈاکٹروں نے اس ہوا کو آپریشن کے ذریعہ نکالنا تھا، ہم نے ملین کے ذریعہ اس ہوا کو خارج کر دیا، اور مریض تندرست ہو گیا۔

ہم نے پروسٹیٹ کے کئی ایسے مریض بھی دیکھے ہیں کہ آپریشن کرنے کے بعد بھی اُن کا پیشاب ٹھیک نہیں ہوا، ایک شخص جو صراف (یعنی سنیارے) ہیں، انہوں نے پروسٹیٹ کے تین آپریشن کروائے، مگر پروسٹیٹ ٹھیک نہ ہوئے، اُلٹا پیپ بن گئی، جب ہم سے دوائی لی، تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تین ہفتہ کے اندر مریض کو صحت حاصل ہو گئی۔

خصیہ کے وَرَم کا مرض

ایک مرض خصیہ کا ورَم ہے، یہ کا نچ نکل آنے کے علاوہ دوسرا مرض ہے، اس مرض میں ایک خصیہ چھوٹا اور دوسرا بڑا ہوتا ہے، اور عام طور پر بایاں خصیہ چھوٹا ہوتا ہے، خصیہ کے ورَم کا علاج ہم نے تنہاء قشری اعصابی ملین سے کیا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے شفاء عطا فرمائی ہے، مگر اس کے ساتھ سرد خشک اشیاء کا غذائی پرہیز ضروری ہے، سرد اور خشک اشیاء میں مثلاً چاول، گوبھی، مٹر، آلو، لوبیا، بھنڈی وغیرہ شامل ہیں۔

دودھ پیتے بچہ کی اُلٹیوں کا علاج

ایک پینتالیس دن کا دودھ پیتا بچہ جب بھی ماں کا دودھ پیتا تھا، تو اُلٹی کر دیتا تھا، بعض بچوں کی ٹھنڈ اور خشکی کی وجہ سے یہ کیفیت ہو جاتی ہے، بعض ڈاکٹر حضرات نے کہا کہ اس بچے کی غذا کی نالی تنگ ہے، اس کا آپریشن کرنا پڑے گا، جب اس بچے کے والدین بچے کو ہمارے پاس لے کر آئے، تو ہم نے کہا کہ اس بچے کی غذا کی نالی ان شاء اللہ ابھی کُھل جائے گی، یہ کوئی اتنا بڑا مرض نہیں ہے، چنانچہ بچہ کی والدہ سے سوال کیا گیا کہ آپ نے آج بڑا پیشاب کیا ہے، اس نے جواب دیا کہ نہیں کیا، ہم نے بچے کی ماں کو ایک بڑا چمچ ملین کا پانی کے ساتھ کھلایا، بیس، پچیس منٹ بعد بچہ کی ماں سے کہا گیا کہ ایک طرف کو ہو کر بچہ کو دودھ پلائے، چنانچہ بچہ نے کافی دیر تک ماں کا دودھ پیا، اور اُلٹی بھی نہیں کی، بچے کی ماں کو مزید دو ہفتہ کے لئے تر کٹہ، ملین اور مصفی خون دوائی دی، جبکہ بچہ کے لئے کوئی دوائی نہیں دی، دو ہفتہ بعد بچہ کے والد کا فون آیا، کہ بچہ الحمد اللہ بالکل ٹھیک ہے، مزید دوائی کی ضرورت تو نہیں، ہم نے کہا کہ اب دوائی کی کوئی ضرورت نہیں، بس دس دن میں ایک مرتبہ نمک والا پانی بچہ کی ماں پی لیا کرے، اللہ تعالیٰ شفاء عطاء فرمائے۔

عضلاتی قشری تحریک میں دل کی کپکپاہٹ

عضلاتی قشری تحریک میں بعض اوقات دل کی دھڑکن غیر معتدل ہو جاتی ہے، اس حالت میں بعض

اوقات مریض کو تیز چکر آتے ہیں، اور مریض کا دماغ بیٹھے بیٹھے ہی گھوم رہا ہوتا ہے، اور دل کی رفتار بھی بے اعتدالی کا شکار ہو جاتی ہے، چنانچہ کبھی دل کی رفتار تیز ہو جاتی ہے، اور کبھی دل کی رفتار آہستہ ہو جاتی ہے، عضلاتی تحریک میں اختلاجُ القلب کے مریض کو دل کے دورہ یعنی ہارٹ اٹیک کا بھی خطرہ ہوتا ہے، اس تحریک میں مریض کے منہ کا ذائقہ عام طور پر کڑوا ہوتا ہے، جبکہ مخاطی تحریک میں دل کی دھڑکن کے غیر معتدل ہونے کے مریض کے منہ کا ذائقہ پھیکا اور بے مزہ ہوتا ہے، جب تک معالج کو اختلاجُ القلب کے اصل سبب کا علم نہ ہو جائے، اُس وقت تک معالج کو مریض کا علاج شروع نہیں کرنا چاہئے۔

البتہ اتنی بات ضرور ہمارے تجربے میں آئی ہے کہ پچاس فیصد دل کے دورہ یعنی ہارٹ اٹیک میں ملین فائدہ مند ہوتا ہے، دل کے دورہ کے مریض کو دو تین دن ملین استعمال کرانے کے بعد سونٹھ، سیاہ مرچ اور مگاں کا سفوف ہم وزن مقدار میں استعمال کرنا فائدہ مند ہوتا ہے۔

اپنڈکس کے درد و زخم کا علاج

اپنڈکس کے درد و زخم کے علاج کے لئے ثناء مکی اور قُسطِ شیریں کے مرکب کے استعمال کے لئے حکیم فیض محمد فیض صاحب تحریر فرماتے ہیں:

بند آنت کا درد یعنی اپنڈکس مخاطی اور عضلاتی (سودا اور ریح) کے زہریلے مواد کے رُک جانے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، چونکہ آج کل عام طور پر لوگ غیر طبعی کھانے کھاتے اور بسیار خوری کرتے ہیں، کچھ عرصہ بعد آنت میں ورم یا زخم ہو جاتا ہے، اگر آنت کے اندر زخم بھی ہو جائے تو آپریشن کی ضرورت نہیں ہے، علاج کے لئے قشری اعصابی مسہل یا ملین (یعنی ثناء مکی دو حصہ اور قُسطِ شیریں ایک حصہ کے سفوف) سے تنقیہ اور جراثیم و زہر کی صفائی کریں، موجودہ زہر خارج ہو کر اعصابی صالح رطوبت پیدا کریں، اعصابی صالح رطوبت پیدا کرنے کے لئے حلوہ جات کے ذریعہ سے زخم میں گوشت بھر کر علاج شافی ہو جاتا ہے (فیض الطب الاسلامی، صفحہ ۳۴۳، مطبوعہ: فیض الحکمت اسلامیہ کالج، اوکاڑہ)

ملین دواء کے استعمال کا طریقہ اور اس کی احتیاط

ملین دواء زیادہ عرصہ استعمال نہیں کرانی چاہئے، ہفتہ یا دو ہفتہ استعمال کرائیں، اس کے بعد کبھی کبھار چند خوراکیں استعمال کرادینی چاہئیں، نیز ملین دواء کے استعمال کے بعد عضلاتی مزاج بھی بنانا ضروری ہے، جس کے لئے ماہر طبیب کی رہنمائی ضروری ہے، اسی طرح حاملہ خواتین یا اسہال ودَست کے مریضوں کو ملین دواء کے استعمال کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے، یا پھر کسی ماہر طبیب کے مشورہ سے ملین دواء استعمال کرنی چاہئے۔

مذکورہ سطور میں قُسطِ شیریں اور ثناءِ مکی کے بہت محدود تجربات ذکر کیے گئے ہیں، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ثناء ہر مرض کی شفاء اور قُسطِ شیریں بہترین دواء ہے، اور اللہ تعالیٰ نے جو مرض اور بیماری بھی نازل کی ہے، تو اس کے لئے اُس مرض اور بیماری کی شفاء اور دواء بھی نازل فرمائی ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يُنْزِلْ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً، عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ، وَجَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ (مسند احمد، رقم الحديث ۴۲۳۶، صحيح لغيره، وهذا إسناد حسن.)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے کوئی بیماری نہیں نازل کی، مگر اس کی شفاء بھی نازل کی ہے، جو جان لیتا ہے سو جان لیتا ہے اور جو ناواقف رہتا ہے سو ناواقف رہتا ہے (مسند احمد)

ضرورت اس بات کی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہدایت کی دعاء کی جائے، اور قرآن وسنت کی تعلیمات میں تدبر اور غور وفکر سے کام لیا جائے۔

ادارہ غفران میں قمری مہینوں کی 17، 19، اور 21 تاریخوں میں حجامہ کیا جاتا ہے۔
حجامہ کے لئے تشریف لانے والے حضرات مندرجہ ذیل فون نمبر پر وقت لے کر تشریف لائیں۔
حکیم مفتی محمد ناصر صاحب: 051-5507270 0333-5365830

اخبارِ ادارہ مفتی محمد ناصر

ادارہ کے شب وروز

☐...... 16 / 23 / 30 صفراور 7 / ربیع الاول 1440 ہجری بروز جمعہ متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے سلسلے حسبِ معمول ہوئے، البتہ 30 صفر کو مدیر صاحب کے سفرِ ملتان وکراچی کی وجہ سے مسجدِ غفران میں مفتی امجد حسین صاحب نے اور مسجدِ نسیم میں بندہ محمد ناصر کی جگہ قاری محمد طاہر صاحب نے جمعہ کی نماز پڑھائی۔

☐...... 18 / 25 صفراور 2و9 / ربیع الاول 1440 ہجری بروز اتوار، مدیر صاحب کی اصلاحی مجالس صبح تقریباً ساڑھے دس بجے منعقد ہوتی رہیں، البتہ مدیر صاحب کے سفر میں ہونے کی وجہ سے 25 /صفر کو مفتی محمد یونس صاحب نے اور 2 / ربیع الاول کو مفتی امجد حسین صاحب نے مدیر صاحب کی نیابت میں اصلاحی مجلس میں بیان کیا۔

☐...... 11 /صفر بروز اتوار، کوہاٹ سے مولانا دلاور صاحب مع چند اہلِ علم کے ادارہ میں تشریف لائے۔

☐...... 17 / 19 / اور 21 صفر، بروز ہفتہ، پیراور بدھ، ادارہ میں بعض مریضوں کا حجامہ کیا گیا۔

☐...... 24 /صفر بروز ہفتہ مدیر صاحب، ملتان اوراس کے بعد کراچی کے دورے پر تشریف لے گئے، اسی دن ملتان میں آپ نے اپنے پھوپھی زاد بھائی جناب ساجد خان صاحب کی دختر کا نکاح پڑھایا۔

☐...... 25 /صفر بروز اتوار مولانا عبدالسلام اور بندہ محمد ناصر کا ملتان کا سفر ہوا۔

☐...... 26 /صفر بروز پیر مدیر صاحب کا ملتان میں اپنے ایک قدیم رفیق جناب زکریا صاحب اور اُن کے والد بزرگوار سے ملاقات کے لئے اُن کے گھر حسن آباد میں جانا ہوا۔ اسی دن دوپہر خیرُ المدارس کے دارالافتاء میں جانا ہوا، جہاں مفتی عبدالحکیم صاحب سے ملاقات ہوئی، اور بعض علمی فقہی مسائل پر بھی گفتگو ہوئی۔

☐...... 27 /صفر بروز منگل مدیر صاحب، کا ''مرکز رحماء بینہم'' (جامع مسجد صدیقیہ، چوک نواں شہر) میں جانا ہوا، جہاں مولانا مبین صاحب سے ملاقات ہوئی، اسی دن دوپہر، مدیر صاحب کا ملتان سے کراچی کا سفر ہوا، ملتان اور کراچی کے سفر میں مدیر صاحب کے ہمراہ بندہ محمد ناصر رہا۔

☐...... 28 /صفر بروز بدھ، مدیر صاحب، جامعہ دارالعلوم کراچی تشریف لے گئے، جہاں اگلے چھ دن بروز پیر تک

Idara Ghufran

آپ کا قیام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کی خدمت میں رہا،اس دوران جامعہ کے دیگر اکابر واہلِ علم حضرات سے بھی ملاقاتیں ہوتی رہیں۔

☐......یکم/ربیع الاول بروز ہفتہ بعدعصر مدیر صاحب کا مدرسہ عربیہ جامع مسجد شہزادہ(گورومندر،کراچی) میں بیان ہوا،بیان کے بعد آپ مفتی انعام الحق قاسمی صاحب (مفتی دارالعلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن) کے گھر اُن کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے،اسی دن بعد عشاء آپ کا مولانا الطاف الرحمٰن صاحب (جامعہ قرطبہ،کلفٹن) کے یہاں جانا ہوا،جہاں آپ عشائیہ پر مدعو تھے۔

☐......2/ربیع الاول بروز اتوار بوقت عصر مدیر صاحب،جامعہ فاروقیہ(شاہ فیصل کالونی) تشریف لے گئے، جہاں دارالافتاء میں مفتی عبدالباری صاحب سے ملاقات ہوئی،اسی دن بعد عصر جامعہ حمادیہ(شاہ فیصل کالونی) جانا ہوا،جہاں مولانا قاسم عبداللہ صاحب (بن حضرت مولانا عبدالواحد صاحب رحمہ اللہ) سے ملاقات ہوئی،اسی دن بعد مغرب دارالعلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن جانا ہوا،جہاں مفتی رفیق احمد بالاکوٹی صاحب سے ملاقات ہوئی، اور بعد عشاء مولانا طلحہ رحمانی اور مولانا عزیز الرحمان صاحبان کے دولت خانہ میں جانا ہوا،جہاں مدیر صاحب عشائیہ پر مدعو تھے۔

☐......3/ربیع الاول بروز پیر مدیر صاحب،اپنے ایک عزیز جناب جمیل انور صاحب کے دولت خانہ پر تشریف لے گئے،جہاں آپ عشائیہ پر مدعو تھے۔

☐......4/ربیع الاول بروز منگل ملتان اور کراچی کے سفر سے واپس راولپنڈی کے لئے بذریعہ ریل روانگی ہوئی۔

☐......7/ربیع الاول بعد نمازِ جمعہ مدیر صاحب نے جناب محمد علی صاحب (ابنِ انوار صاحب مرحوم) کا نمازِ جنازہ پڑھایا،اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے،اور پس ماندگان کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے،آمین۔

☐......10/ربیع الاول بروز پیر،بعد ظہر،ادارہ میں حکیم قاری محمد اقبال صاحب کا طبی مذاکرہ ہوا،جس کے بعد حکیم صاحب موصوف نے آنے والے مریضوں کا طبی معائنہ بھی کیا۔

☐......8/ربیعُ الاول(17/نومبر) بروز ہفتہ تعمیرِ پاکستان سکول میں جونیئر سیکشن کے طلبہ میں انگلش ریڈنگ کا مقابلہ ہوا،اور مقابلہ میں سرِفہرست آنے والے طلبہ کو میڈلز فراہم کیے گئے۔

اخبارِ عالم

مولانا غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم و مفید حالات و واقعات، حادثات و تغیرات

21/اکتوبر/2018ء/11/صفر المظفر/1440ھ: پاکستان: پنجاب کے 721 تھانوں میں سب انسپکٹر کے بجائے انسپکٹرز کو ایس ایچ او زتعینات کرنے کا فیصلہ، پولیس کی پرانی وردی بھی بحال ☎ ترکی، استنبول، سعودیہ نے صحافی کے قتل کا اعتراف کرلیا، 18 ملزم گرفتار، 2 مشیر 5 عہدیدار برطرف، ترکی کا قتل میں ملوث سعودی افراد کے خلاف کاروائی کا فیصلہ 22/اکتوبر: پاکستان: ضمنی انتخاب، پی ٹی آئی اپنی دو نشستوں پر کامیاب، ایک ہارگئی، گورنر کے پی کے شاہ فرمان کی چھوڑی گئی نشست پر اے این پی کامیاب 23/اکتوبر: پاکستان: جعلی اکاؤنٹس کیس، مزید 47 ارب کی ٹرانز یکشنز کا انکشاف، کیس میں ملوث سندھ حکومت کے کئی افسران بیرونِ ملک فرار ☎ سوات کا کنٹرول 11 سال بعد انتظامیہ کو واپس، وزیرِ اعلیٰ کا پاک فوج سے اظہارِ تشکر 24/اکتوبر: پاکستان: وزیرِ اعظم کا دورہ کامیاب، سعودیہ کا 12 ارب ڈالر کے پیکج کا اعلان، پاکستان کو 9 ارب ڈالر کا ادھار تیل، ادائیگیوں میں توازن کے لیے 3 ارب ڈالر ملیں گے 25/اکتوبر: پاکستان: اقتصادی رابطہ کمیٹی نے بجلی کی قیمتیں بڑھادیں، 300 یونٹ تک استعمال کرنے والوں کو چھوٹ، 300 سے 700 یونٹ استعمال کرنے والوں کے لیے 10، 700 سے زائد یونٹ استعمال کرنے والوں کے لیے 15 فیصد اضافہ 26/اکتوبر: پاکستان: وفاقی کابینہ، نیب افسران کے لیے بلیو پاسپورٹ کی منظوری، کرپشن کی بیرونِ ملک تحقیقات میں آسانی ہوگی 27/اکتوبر: برسلز: توہینِ رسالت آزادیٔ اظہار نہیں، جرم ہے، یورپی یونین کی عدالت برائے انسانی حقوق کا تاریخی فیصلہ، ملعونہ آسٹرین خاتون کی اپیل مسترد، سزا برقرار ☎ حج پیکج 2019 میں 50 ہزار روپے اضافے کا امکان، ڈالر کی قدر میں اضافے اور سعودی حکومت کے لگائے گئے نئے محصولات سبب قرار 28/اکتوبر: پاکستان: کشمیر پر بھارت کے غاصبانہ قبضے کے 71 سال مکمل، دنیا بھر میں یومِ سیاہ منایا گیا 29/اکتوبر: پاکستان: پاکستان چین بس سروس شروع، ٹکٹ 23 ہزار روپے مقرر، شیڈول جاری 30/اکتوبر: انڈونیشیا: نجی ایئر لائن کا طیارہ سمندر میں گر کر تباہ، 189 مسافر ہلاک، انڈونیشین وزارتِ خزانہ کے 20 ملازمین بھی شامل 31 اکتوبر: پاکستان: 5 سالہ پرائیوٹائزیشن پلان کی منظوری، پی آئی اے، اسٹیل ملز کی نجکاری موخر، پہلے مرحلہ میں 20 سرکاری اداروں کی 5 سالہ نجکاری کی جائے گی، ملازمین نہیں نکالے جائیں گے، وزیرِ نجکاری میاں محمد سومرو کا اجلاس سے خطاب

www.idaraghufran.org

یکم/نومبر: پاکستان: توہین رسالت کیس، سپریم کورٹ، آسیہ مسیح بری، رہائی کا حکم، فیصلے کے خلاف شہرشہر احتجاج، مذہبی جماعتوں کا یومِ احتجاج کا علان، نظر ثانی اپیل دائر کرنے کا فیصلہ ☎ پیٹرول اور بجلی کی قیمتوں ایک بار پھر اضافہ، پیٹرول 5روپے، ڈیزل 6.37، مٹی کا تیل 3روپے مہنگا 2/نومبر: پاکستان: بیرونِ ملک جائیدادیں، 20پاکستانیوں کو ایف بی آر کے سامنے پیش ہونے کا حکم 3/نومبر: پاکستان: راولپنڈی، سربراہ جے یو آئی مولانا سمیع الحق صاحب قاتلہ حملہ میں شہید، وزیراعظم ودیگر سیاسی اور مذہبی رہنماؤں کی شدید مذمت ☎ آسیہ کیس، حکومت اور تحریک لبیک میں مذاکرات کامیاب، 5نکاتی معاہدہ طے، ملک بھر سے احتجاج ودھرنے ختم، توڑ پھوڑ اور سرکاری ونجی املاک کو نقصان، معیشت کو170ارب کا دھچکا لگا 4/نومبر: پاکستان: قومی اسمبلی کی تمام342 نشستیں مکمل، پی ٹی آئی156، ن لیگ85، پیپلز پارٹی کی54 سیٹیں 5/نومبر: پاکستان: آزاد کشمیر کے سینیئر سیاستدان، جموں کشمیر پیپلز پارٹی کے سربراہ اور رکن قانون ساز اسمبلی سردار خالد ابراہیم مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئے 6/نومبر: پاکستان: سعودیہ سمیت مڈل ایسٹ کے کرایوں میں ہزاروں روپے اضافہ، عمرہ کے لیے جانے والوں پر مزید بوجھ بڑھ گیا، عمرہ پیکج ایک لاکھ 15ہزار تک پہنچ گیا 7/نومبر: پاکستان: منی لانڈرنگ، 2وفاقی وزراء سمیت متحدہ، پی ایس پی کے 14رہنما ایف آئی اے میں طلب ☎ اکثر بینکوں کا ڈیٹا ہیک، ایف آئی اے، اکاؤنٹس سے لاکھوں لاپتہ، چنیوٹ میں شہری کے 5لاکھ غائب، اسلام آباد سے بھی پیسے نکالے جانے کا انکشاف 8/نومبر: امریکہ: امریکی مڈٹرم الیکشن، ایوان نمائندگان میں ٹرمپ کی پارٹی کو دھچکا، سینیٹ میں ری پبلکنز آگے، پہلی بار3 مسلم خواتین منتخب 9/نومبر: پاکستان: کنٹرول لائن پر بھارتی فوج کی بلا اشتعال فائرنگ، پاک فوج کا جوان شہید، دشمن کو منہ توڑ جواب ☎ شاعرمشرق، مفکر پاکستان، علامہ محمد اقبال کا یومِ ولادت آج ملی جوش وجذبے سے منایا جائے گا 10/نومبر: پاکستان: پانامہ کیس، پانامہ لیکس میں444پاکستانی شامل، 294 کو نوٹس، 150 کا سراغ نہ ملا، قومی اسمبلی میں تحریری جواب ☎ محکمہ صحت پنجاب بھر میں بھرتیوں پر پابندی عائد، کوئی بھی انسٹی ٹیوشن نئی بھرتیاں نہیں کرسکتا، محکمہ ہیلتھ نے مراسلہ جاری کر دیا 11/نومبر: پاکستان: نجی یونیورسٹیز میں معیاری تعلیم کا ٹاسک، ایچ ای سی کے سپرد 12/نومبر: پاکستان: پیٹرول وڈالر کے آفٹر شاکس، گھی، مرغی، دالیں، دودھ مہنگا، ٹرانسپورٹرز نے کرائے از خود بڑھا دیے 13/نومبر: پاکستان: سپریم کورٹ، نواز شریف، مریم نواز سزا معطلی کا حکم برقرار، نیب اپیل قابلِ سماعت قرار، لارجر بنچ بنانے کا فیصلہ 14/نومبر: پاکستان: خیبر پختونخوا کے تعلیمی

اداروں میں سگریٹ اور نسوار پر پابندی ✍ 15/نومبر: ریل گاڑیوں کے کرائے میں 5 سے 7 فیصد تک اضافہ کر دیا گیا ✍ 16/نومبر: پاکستان: سینیٹ انتخابات تحریک انصاف کے ولید اقبال اور خاتون رکن سیمی ایزدی کامیاب ✍ 17/نومبر: پاکستان: راولپنڈی میں پمپ مالکان کو بغیر ہیلمٹ موٹر سائیکل سواروں کو پیٹرول دینے سے روک دیا گیا، نوٹیفکیشن جاری ✍ 18/نومبر: پاکستان: بیرون ملک پاکستانیوں کی مزید 600 جائیدادوں کا سراغ مل گیا، ایف آئی اے کا مالکان کو نوٹس جاری کرنے کا فیصلہ، مالیت کھربوں روپے میں ہے ✍ 19/نومبر: پاکستان: امیرِ تبلیغی جماعت: حاجی عبدالوہاب صاحب رحمہ اللہ خالق حقیقی سے جا ملے، ڈینگی بخار جان لیوا ثابت ہوا، عمر 95 برس، جنازے میں لاکھوں افراد شریک، دولا مولا قبرستان میں سپرد خاک، بااثر مسلم شخصیات میں 10واں نمبر تھا، صدر، وزیر اعظم، چیف جسٹس، نواز شریف، فضل الرحمان سراج الحق و دیگر کا اظہارِ افسوس ✍ 20/نومبر: امریکہ: پاکستان نے کچھ بھی نہیں کیا، ٹرمپ کی ہٹ دھرمی برقرار، پاکستان نے 123 ارب ڈالرز، 75 ہزار زندگیاں قربان کیں، وزیر اعظم عمران خان کا بھرپور جواب، امریکی صدر کی زبان جارحانہ، انٹرویو تاریخی حقائق کے منافی ہے، اپوزیشن، ہائبرڈ جنگ کا سامنا، دشمن ہمیں مذہبی، مسلکی، لسانی اور سماجی حوالے سے نشانہ بنانا چاہتا ہے، آرمی چیف۔

TOYOTA GENUINE PARTS
حافظ احسن: 0322-4410682
HONDA GENUINE PARTS
اشرف آٹوز
ٹویوٹا اور ہنڈا کے جینین اور رپلیسمنٹ باڈی پارٹس دستیاب ہیں
4318-C
چوک گوالمنڈی، راولپنڈی
Ph: 051- 5530500
5530555
حافظ الیاس حافظ اسامہ
گلی نمبر 6، ہاری سٹریٹ، منٹگمری پارک، لاہور
0313
0333 -4410682
ashrafautos.rawalpindi@gmail.com
Join us f on ashrafautos.rawalpindi

لذیذہ مرغ پلاؤ®

Laziza Murgh Pulao®

Murgh Pulao
Pulao Kabab

برانچ:
چوک آفندی کالونی، صادق آباد، راولپنڈی
051-8489611
0300-9877045

برانچ: النور پلازہ، نزد شیل پٹرول پمپ، مین اڈیالہ روڈ، راولپنڈی
051-8772884 0334-8082229

برانچ: جامع مسجد روڈ، پل شاہ نذر، راولپنڈی

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ، أَوْ إِنَّ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمُ الْحِجَامَةَ (ترمذی)

ترجمہ:تم جس چیز سے (بیماریوں کی) دواء وعلاج کرتے ہو،اُس میں افضل چیز حجامہ ہے،یا یہ فرمایا کہ تمہاری دواؤں میں سب سے بہتر دواء حجامہ ہے (ترمذی، بخاری، مسلم)

سنت بھی علاج بھی

الحجامہ کلینک

ان بیماریوں کا بہترین علاج

پچھنے لگوانے میں روحانی وجسمانی دونوں بیماریوں کی شفا ہے

جسم کا درد | ڈپریشن | ہائی بلڈ پریشر | عرق النساء | بواسیر

موٹاپا | گھنٹیا | یرقان | دردِ شقیقہ | بانجھ پن

ہارمونز کا مسئلہ | یورک ایسڈ | معدہ | شوگر | جوڑوں کا درد

جسم کا سُن ہوجانا | کولیسٹرول | اس کے علاوہ 72 بیماریوں کا علاج

علاج برائے خواتین

مسز عمران رشید (Cupping Therapist)

Diploma Holded of Cupping Therapy(Hijamah)

Executive Member : Hijamh Aps Fourm

مکان نمبر NE-786،ڈاک خانہ ٹیوب ویل والی گلی نمبر 4،ڈھوک فرمان علی،راولپنڈی۔

فون نمبر: 0321-5349001-0331-5534900

علاج برائے مرد حضرات

شہریار صاحب

فیز8،بحریہ ٹاؤن،راولپنڈی فون 0313-9524191

زیرِ انتظام

عمران رشید،ڈھوک فرمان علی،راولپنڈی ۔فون 0333-5187568

www.idaraghufran.org

Shaikh Ahsan
0314-5165152

Shaikh M. Usman
0321-5593837

Classic Electronics

Deals in :Computer Networking, Cable & Accessories

TP-LINK
The Reliable Choice
Authorized Dealer in Pakistan

CISCO
UBIQUITI NETWORKS
D-Link Building Networks for People
Baynet Advance Network Products
MikroTik
netis
Tenda
BAYLAN
TOTO LINK
The Smartest Network Device

Shop # 3,G/F, TM Plaza
D.A.V. College Road,Rawalpindi
Tell: 051-5775571-2. Cell: 0314-5165152

مدیر: بابا جی عبدالشکور

راولپنڈی کا سب سے بڑا اور پرانا کتب خانہ

کتب خانہ رشیدیہ

ہمارے ہاں ہر قسم کی دینی کتب

- قرآن پاک تفاسیر
- احادیث فقہ
- تاریخ اصلاحی کتب
- درسی کتب اور شروحات
- اور بیروت کی کتب

دستیاب ہیں

کتب خانہ اپنی پرانی جگہ (دار العلوم تعلیم القرآن، مدینہ مارکیٹ) منتقل ہو گیا ہے

راجہ بازار مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

فون: 051-5771798 0321-5879002

www.idaraghufran.org